Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

(1) Composing some pages of the upcoming Novels

(2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: **www.1001Fun.com**

:: Our Special Thanks to ::

www.OneUrdu.com
www.PakStudy.com
www.UrduArticles.com
www.UrduCL.com
www.NayabSoftware.com

اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس **(2010)** تک ایک ہزار ایک **(1,001)** مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ ﴾1﴿ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کرکے ﴾2﴿ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴾2﴿ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

wwww.1001Fun.com

Respected Urdu Lover,

تاریخ آغاز:31-05-2008

by:theproactivesproduction.

آہنی دروازہ

از

ابن صفی

ناول کا آغاز

(1)

عمران نے کار روک دی۔۔۔ دور دور تک سرسبز پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور سورج ان پر نارنجی رنگ بکھیرتا ہوا مغرب میں چھپ رہا تھا۔۔۔ دور کی پہاڑیوں پر ہلکی سے دھند چھائی ہوئی تھی۔۔ وہ کار سے اتر کر دوربین لگاتے ہوئے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

اسیا اندازہ نہیں تھا کہ ابھی اور کتنا چلنا پڑے گا۔ ان اطراف میں پہلی بار اس کا گزر ہوا تھا۔ ابھی تو اسے سڑک کے کنارے وہ نشان بھی نہیں ملا تھا جہاں رک کر اسے آگے جانے کے لیئے راستہ تلاش کرنا تھا۔

سردار گڈھ پیچھے رہ گیا تھا۔۔ اسے سردار گڈھ سے دس میل آگے جانا تھا۔۔۔ اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹا دی اور کار سے کافی کا تھرماس نکال رک اس میں کافی انڈیلی اور ٹھنڈی پائیوں کے ساتھ اسے ختم کرنے کے بعد پھر سے اٹیئر نگ سنبھال لیا۔۔۔ لیکن ابھی کار اسٹارٹ بھی نہیں کی تھی کہ پچھلے موڑ پر اسے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں۔ اور ساتھ ہی فضاء میں دوسریلے قسم کے قہقہے بھی لہرائے۔۔۔ عمران مڑ کر دیکھنے لگا۔۔۔

دو جوان لڑکیاں ٹٹوؤں پر سوار اسی طرف آ رہی تھیں۔۔ مگر یہ پہاڑی دہقانوں میں

سے نہیں تھیں۔۔۔ کیونکہ ان کے جسموں پر جدید طرز کا شہ سواری لباس تھا اور ان کے گھنگھریالے بال مغربی طرز کے تھے۔ وہ عمران کو گھورتی ہوئی قریب سے ھزر گئیں۔

یہ سڑک زیادہ چوڑی نہیں تھی۔۔۔ اوران کے ٹٹو برابری سے اتنے فاصلے پر چل رہے تھے کہ ان کے درمیان سے کار نکال کر لے جانا آسان کام نہیں تھا۔۔۔ جب وہ اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو عمران نے پھر سے اپنی ٹوسیٹر اسٹارٹ کی۔۔۔۔ لیکن اس موڑ سے گزرنے کے بعد بھی وہی مسلہ درپیش رہا۔ یعنی اتنی جگہ نہیں تھی کہ وہ دونوں کے درمیان

اس نے پے درپے کئی بار ہارن دیا لیکن ٹٹوؤں کے درمیانی فاصلے میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اولڑکیاں ایک دوسری کی طرف دیکھ کر صرف ہنس دیں۔۔

میں اس تفریح میں ضرور وشکت کرتا عمران چیخ کر بولا۔ لیکن مجھے جلدی ہے۔۔ براہ مہربانی اپنے ٹٹوں کاوایک طرف کر لیجیئے۔

لیکن۔۔۔ بے سود۔۔۔ ٹٹو اسی انداز میں چلتے رہے۔۔۔۔

کدا سمجھے تم سے۔ عمران آہستہ سے بڑبڑایا،۔۔۔ اور اسکی کار آہستہ آہستہ رینگتی رہی۔۔۔ لیکن وہ اس ویران سڑک پر ان ٹٹو نوازوں کی موجودگی پر متحیر ضرور تھا۔۔۔

وہ کار روک کر اتر پڑا اور پھر اس نے ٹٹوؤں کے سامنے پہنچ کر ان کی بانگیں پکڑ لیں۔۔۔ لڑکیاں اس کی بے تکلفی پر متحیر رہ گئیں۔۔۔ لیکن وہ قطعی خوفزدہ نہیں تھیں۔ کیونکہ عمران کی شخصیت میں کوئی ایسی چیز ہی نہیں جسکا رعب دوسروں پر پڑ سکتا۔۔۔

وہ سر سے پیر تک احمق نظر آ رہا تھا۔۔۔ لڑکیاں اسے چند لمحے گھورتی رہیں پھر ایک نے جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ کیا بات ہے؟ں

اللہ کے نام پر۔۔۔ عمران نے گھسے ہوئی فقیر کی طرح دانت نکال دیئے۔

کیا بکواس ہے۔۔۔۔

ہمیشہ دعا دیتا رہوں گا۔۔۔ اللہ جوڑی سلامت رکھے۔

تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ یہ نہ سمجھنا کہ ہم تنہا ہیں۔ دوسری لڑکی آنکھیں نکال کو بول

میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے ساتھ ٹو بھی ہیں۔۔۔ اللہ کے نام پر۔۔۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ یہاں آس پا کوئی موجود نہیں۔

پیچھے ہٹو پہلی لڑکیو غرائی اور ریک بیک اس نے اشاریہ دو پانچ کا پستول نکال لیا۔

ی۔ ارے۔۔۔ باپ رے۔ عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔۔۔ میں تو بھ بھیک مانگ رہا تھا۔

مرمت۔۔۔ دوسری لڑکی نے پہلی کی طرف دیکھ کر آنکھ دبائی۔

ایک پیکٹ چیونگم اللہ کے نام پر۔ عمرانے پھر ہانک لگائی۔۔

چیونگم چاہیئے؟ دوسری لڑکی نے پوچھا۔

ہاں۔۔۔ اللہ بھلا کرے۔

قریب آؤ۔۔۔

عمران آگے بڑھا پھر بڑی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا کیونکہ لڑکی کا داہنا ہاتھ پوری قوت سے گھوما تھا اور وہ عمران کے پیچھے ہٹ جانے پر جھونک میں گرتے گرتے بچی۔

خدا غارت کرے تمہیں۔ عمران بسور کر بولا۔ فقیروں سے ہاتھا پائی کرتی ہو۔ ابھی بد دعا دوں گا۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے مگر خاندانی فقیر ہوں۔۔۔ کبھی کبھی برکت کے لیئے بھیک مانگ لیتا ہوں۔۔ مگر ایسی ہی جگہ جہاں کوئی یہ نہ جانتا ہو کہ میں ڈپٹی کلیکٹر ہوں۔

راستے سے ہٹ جاؤ۔ اس لڑکی نے کہا جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

افسوس کہ میں اپنی بین گھر بھول آیا ہوں۔۔ تب تو آپ کو یقین آتا کہ میں فقیر ہوں۔ اب بھی اس وقت موجود نہیں ہے۔۔ لیکن ٹھہریئے۔ عمران اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالنے ہی والا تھا کہ لڑکی ین کڑک کر کہا۔ خبردار اپنے ہاتھ اٹھائے رکھو۔

پھر تو آپ کو یقین نہیں دلا سکتا کہ می فقیر ہوں۔ عمران نے مایوسی سے کہا۔

یقین کے لیئے تمہاری کا رہی کافی ہے۔ دوسری لڑکی بولی۔

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ مگر خاندانی فقیر ہوں۔ میرے خاندان کے لوگ دن بھر تجارت شاعری اور نوکری کرتے ہیں۔۔۔ رات بھیک مانگتے کے لیئے ہوتی ہے۔۔ ہمارے بزرگوں کا قول ہے کہ اپنی اصلیت نہ بھولو۔

بڑے ڈفر ہیں تمہارے بزرگ۔

تمہارے بزرگ کیسے ہیں؟ عمران نے پوچھا۔

استنے ڈفر بھی نہیں ہیں۔۔۔

تو پھر اگر تم کوشش کرو تو میں بھی انہیں اپنا بزرگ بنا سکتا ہوں۔۔ عمران نے کہا اور وہ لڑکی جھینپ کر اسے برا بھلا کہنے لگی۔۔۔

اللہ کے نام ر۔۔۔ عمران نے پھر ہانک لگائی۔

:تم نہیں ہٹو گے؟ پہلی لڑکی دہاڑی۔

ایک پیکٹ چیونگم۔ میرے ختم ہو گئے ہیں۔

میں گولی ماردوں گی۔۔۔

ماردو تم بھی کیا یاد کرو گی کس فقیر سے واسطہ پڑا تھا۔

اچانک اس نے اپنا ٹٹو عمران پر دوڑا دیا۔۔۔ لیکن وہ آگے چل نکلی۔۔ کیونکہ عمران بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا۔۔ ٹٹو دوڑتا رہا۔ شاید وہ بیقابو ہو گیا تھا۔

دیکھا تم نے۔ عمران نے دوسری لڑکی سے کہا۔ یہ تھا فقیروں سے دل لگی کا نتیجہ۔۔۔ اب وہ اسے کھڈ میں گرا دے گا۔۔۔ اور ہڈیاں چور ہو جائیں گی۔

ہٹو سامنے سے۔ مجھے جانے دو۔ دوسری لڑکی کچھ نروس سی نظر آنے لگی۔۔

ایک پیکٹ چیونگم۔ ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔ تمہارے پاس تو پستول بھی نہ ہو گا۔

ہے میرے پاس۔

جھوٹ۔ سفید جھوٹ۔ ہوتا تو اب تک تم بھی نکال چکی ہوتیں۔

سامنے سے ہٹ جاؤ۔۔۔ باگ چھوڑ دو۔

ایک پیکٹ چیونگم۔

کتے ہو تم۔ لڑکی نے شکار کے تھیلے میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور چیونگم کا پیکٹ نکال کر اسکی طرف اچھال دیا۔ خدا جیتا رکھے۔ عمران نے اسے سنبھالتے ہوئے کہا۔

جاؤ اب تم جا سکتی ہو۔۔۔ لیکن اب اگر راستے میں کہیں تم لوگوں نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی تو معاملہ ایک پیکٹ چیونگم پر نہیں ٹلے گا۔۔۔ سمجھیں؟

عمران ایک طرف ہٹ گیا اور وہ ٹٹو کو مہمیز کر کے آگے بڑھ گئی۔

عمران پھر کار میں آ بیٹھا۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکیاں قریب و جوار ہی میں کہیں رہتی ہوں گی۔ ورنہ اس طرح لمبا سفر کرنا تو قرین قیاس نہیں۔۔۔ ویسے اس لڑکی کے پاس پستول کی موجودگی نے اسے الجھن میں ڈالا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ان اطراف میں رہنے والے زیادہ تر سرمایہ دار قسم کے لوگ ہیں۔

سردار گڈھ اپنے نواحی علاقوں سمیت مٹی کے تیل کا بہت بڑا مرکز تھا اور یہاں کی آبادی مزدوروں، کلرکوں، تاجروں اور سرمیاہ داروں پر مشتمل تھی۔

پچاس سال پہلے تو یہاں خاک بھی نہیں اڑتی تھی کیونکہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ عمران اپنی زندگی میں شاید تیسری بار سردار گڈھ آیا تھا۔۔۔ لیکن اس حصے تک آنے کا پہلا اتفاق تھا۔ ان دونوں لڑکیوں کے متعلق سوچتے ہوئے اس نے کار اسٹارٹ کر دی۔ ہو سکتا ہے وہ اس

مقام سے واقف ہوں جہاں عمران کو پہنچنا تھا۔

لڑکیوں سے دوبارہ ملاقات ہونے میں دیر نہیں لگی۔ وہ ٹٹوؤں سے اتر کر چٹان پر بیٹھی عمران کی رکتی ہوئی کار کو گھور رہی تھیں۔۔۔ عمران کار سے اتر کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔۔۔ لڑکیاں کاموش بیٹھی رہیں پھر عمران ان کی طرف بڑھا۔۔۔

میں دراصل۔ عمران کچھ کہتے کہتے رک گیا مگر دوسری لڑکی نے اسکا جملہ پوار کر دیا۔

اب آپ لوگوں کو بین سنا کر سانپ دکھاؤں گا۔۔۔

مجھے افسوس ہے۔۔۔ بین اور سانپ گھر چھوڑ آیا ہوں۔۔ لیکن آپکو کچھ ضرور دھکاؤں گا۔

دور ہی رہنا۔ پہلی لڑکی بگڑ کر بولی۔ ورنہ سچ مچ میں گولی ماردوں گی۔۔ تمہاری وجہ سے میرے پیرمی چوٹ آ گئی ہے۔

ٹٹو کی بدولت۔۔ عمران نے مغموم آواز میں کہا۔ کسی خاتون کو ٹٹو پر بیٹھے دیکھ کر مجھے گہرا صدمہ ہوتا ہے۔

کیوں پیچھے پڑے ہو۔۔ ہمارے۔۔۔ اپنا راستہ لو۔

راستہ تو آپ ہی نے روکا تھا۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔۔

اب مجھے راستہ بتائیے۔۔۔ اس کے عوض میں آپ کا دل خوش کر دوں گا۔۔۔ سانپ تو نہیں ہے میرے پاس۔۔۔ مگر۔۔

عمران نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبہ نکالا اور اسکا ڈھکن اٹھاتے ہوئے ان کے سامنے پیش کر دیا۔ اس میں پانچ بڑے بڑے بچھو تھے۔

ان کے لیئے بین ضروری نہیں ہیکیونکہ یہ بھی بھینس ہی کی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ عمران نے کہا۔۔

لڑکیاں چونک کر ایک دوسرے کی رطف معنی خیز انداز میں دیکھنے لگیں۔ عمران اندازہ نہیں کر سکا کہ انہیں حیرت تھی یا خوفزدہ ہو گئی تھیں۔

اب آپ مجھے راستہ بتاییئے۔۔ اس نے احمقانہ انداز میں کہا۔

میں نہیں سمجھی۔ اس لڑکی ین کہا جس کے ہاتھ میں کچھ دیر پہلے پستول تھا۔

میں داراب کیسل جانا چاہتا ہوں۔

اوہ۔۔۔ وہ پھر دوسری لڑکی کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔ اور پھر یک بیک اسکا رویہ بدل گیا وہ مسکرا کر بولی۔ داراب کیسل۔ ہاں نام تو سنا ہوا ہے۔۔ اوہو۔۔ وہی تو نہیں جہاں سردار داراب رہتے ہیں۔

وہی۔۔۔ وہی۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میں آپکا شکر گزار ہوں گا۔

مگر یہ کیسے ممکن ہے۔ لڑکی نے بڑے بھولپن سے پوچھا۔

آپ کار پر ہیں اور ہم۔۔۔۔

ٹٹوؤں پر۔۔۔ عمران نے مایوسانہ انا داز میں کہا۔ کار ٹوسیٹر ہے ورنہ میں ٹٹوؤں کو اس

پر لا دیتا۔

اوہو۔۔۔ کوئی بات نہیں۔ لڑکی نے کہا۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گی۔۔۔ اور یہ اس نے دوسری لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ میرا ٹٹو لے کر آ جائے گی۔

نہیں۔ آپ دونوں کار سے جایئے میں دونوں ٹٹوؤں پر بیک وقت سوار ہو کر چلوں گا۔ عمران نے خاکسارانہ انداز میں کہا۔

آپ آدمی ہیں۔۔۔ یا۔۔۔

میں آدمی ہی ہوں۔۔ آپ مطمئن رہیں۔۔۔ ویسے بھول جانے کا مرض بری طرح مجھ پر حاوی ہے۔ مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ آیئے۔

وہ لڑکی پتھر سے اٹھ گئی تھی اور دوسری لڑکی کو اشارہ کرتے ہوئے عمران نے کے ساتھ چلنے لگی تھی۔۔۔ پھر وہ اس کے ساتھ کار میں بیٹھ گئی۔ عمران نے انجن اسٹارٹ کیا۔

فی الحال سیدھے ہی چلیئے۔ لڑکی نے کہا۔

اوہ۔۔۔ اچھا۔

کار چل پڑی۔۔۔ عمران خاموش تھا۔۔ لڑکی بھی شاید گفتگو کرنا نہیں چاہتیت ھی۔ اس کے انداز سے یہی معلوم ہو رہا تھا۔ وہ نہ صرف گہری سوچ میں تھی بلکہ اس کے چہرے سے تشویش بھی ظاہر ہو رہی تھی۔

ہاں دیکھیئے۔ اس نے کچھ دور چلنے کے بعد کہا۔ اب کار بائیں طرف موڑ دیجئے۔۔۔

عمران نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ بائیں طرف ایک پتلی سی ڈھلوان سڑک تھی۔ جس کے بائیں جانب ایک بڑا سا بورڈ نصب تھا اور بورڈ پر تحریر تھا۔ یہ راستہ عام نہیں۔

ہائیں۔ عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ یہ راستہ عام نہیں ہے۔ اس کا کیا مطلب۔۔۔ کہیں آپ مجھے کسی مصیبت میں نہ پھنسا دیں۔

یہ سڑک سردار داراب کی ملکیت ہے اور ان کی قیام گاہ یعنی دراب کیسل تک جاتی ہے۔

آپ بھی کہیں وہیں قریب رہتی ہیں۔ عمران ینے پوچھا۔ ہاں۔ مختصر جواب ملا۔

تقریبا دو فرلانگ چلنے کے بعد عمران کو ایک طویل و عریض عمارت دکھائی دی جو سچ مچ محل ہی معلوم ہو رہی تھی۔ پھاٹک پر ایک سنگتری بھی موجود تھا۔ اس نے کار کو گزر جانے دیا۔

عمران کو اس پر حیرت ہوئی۔۔۔ پھر اس نے سوچا ممکن ہے یہ لڑکی بھی اسی عمارت سے تعلق رکھتی ہو۔

دفعتا اس نے اپنے بائیں پہلو میں کسی چیز کی چبھن محسوس کی اور اور پھر دوسرے ہی لمحے میں اسے معلوم ہو گیا کہ وہ لڑکی کی پستول کی نال تھی۔۔۔

وہ اس وقت ایک بڑے پائیں باغ سے گزر رہے تھے۔ پھر کار جیسے ہی ایک رہائشی عمارت کے سامنے پہنچی لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

گاڑی روک دو اور انجن بند کر دو۔

عمران بے چوں چرا تعمیل کی۔ لیکن اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ ایک معنی خیز سی

مسکراہٹ۔

اب چپ چاپ نیچے اترو۔

اتر آیا چپ چاپ۔ معرنا نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

اگلا پروگرام۔۔۔

چلو۔۔۔ اس نے اسے پستول کی نال سے دھکا دیا۔

عمران چلنے لگا۔۔۔ پھر وہ اس وسیع دالان میں پہنچ کر رک گئے جہاں گیارہ آدمی ملازموں کی وردی میں کھڑے تھے۔

باباکہاں ہیں۔ لڑکی نے ان میں سے ایک کو مخاطب کیا۔

شطرنج کھیل رہے ہیں حضور۔

اچھا اس آدمی کو پکڑ کر کہیں بند کر دو۔

ہائیں۔ یہ کیوں۔ عمران احمقانہ انداز میں بولا۔ کیا یہ داراب کیسل نہیں ہے؟

تم داراب کیسل میں ہو۔ لڑکی نے اس کے پہلو سے ریوالور ہٹاتے ہوئے کہا۔ نوکر اسے نرغے میں لے چکے تھے۔

اور تم مجھے بند کرا رہی ہو اس خبر سے سردار داراب کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

بند کر دو۔ لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

نوکروں کے ہاتھ لگانے سے قبل ہی عمران ان کے نرغے سے نکل گیا اور ایک جگہ رکتا ہوا

بولا۔۔۔

تم مجھے بند ہونے کی جگہ دکھا دو میں خود ہی بند ہو جاؤں گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان لوگوں کے علاج پر کافی پیسہ خرچ کرنا پڑے۔۔۔ پستول کی نال پھر عمران کی طرف اٹھ گئی۔

اے تم لوگ اسے دیکھو میں ابھی آئی۔۔۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ عمران سر ہلا کر بولا۔

نوکروں نے اسے پھر گھیر لیا۔ لیکن قریب پہنچ کر ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں پڑی۔۔۔ لڑکی اندر جا چکی تھی۔۔۔ عمران بڑی لاپروائی سے چیونگم چباتا رہا۔ نوکر ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کچھ دیر بعد لڑکی واپس آ گئی۔ اس کے ساتھ دوا آدمی اور بھی تھے۔ دونوں سن رسیدہ اور اچھی صحت والے تھے۔

بابا۔۔۔ لڑکی نے ایک کو مخاطب کر کے عمران کی طرف اشارہ کیا۔ یہی ہے۔

اوہم۔۔۔ بوڑھے نے اپنی ناک پر عینک جما کر عمران کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور پھر عینک اتار کر اس کے شیشے صاف کرنے لگا۔ وہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے عمران کی طرف دیکھتا بھی جا رہا تھا۔ دوبارہ عینک لگا کر اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا۔

اس کے پاس بچھو موجود ہیں۔ لڑکی بولی۔

اوہم۔۔۔ ہاں۔۔ کہاں ہیں۔۔ کیوں۔۔۔ تم بچھو۔۔۔ وہ عمران کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا۔

میں بچھو نہیں ہوں۔ عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ میں۔۔۔ میں ہوں۔۔۔ یعنی کہ علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔۔۔۔ ڈی ایس سی۔۔۔ اورہپ۔۔ پی ایچ ڈی۔۔۔

میں پوچھتا ہوں۔۔ تمہارے پاس بچھو ہیں۔ بوڑھے نے بھنا کر کہا۔

کیا آپ سردار داراب ہیں؟ عمران نے پوچھا۔

اوہ۔۔۔ جہنم میں گیا سردار داراب۔۔۔ اب تم میرے سوال کا جواب کیوں نہیں دیتے ۔

جی ہاں میرے پاس بچھو ہیں۔

تب میں تمہیں پھانسی پر چڑھوادوں گا۔۔۔ سمجھے۔

جی ہاں۔۔۔ بالکل سمجھ گیا۔۔۔ عرمان نے بڑے آسودہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔۔

کہاں ہیں بچھو؟

میری جیب میں۔۔۔ لیکن شاید آپ سردار داراب ہیں۔

سردار داراب کی ایسی کی تیسی۔۔۔ میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ نکالو وہ بچھو۔۔۔۔

عمران نے بچھو کا ڈبہ نکال کر اسکی طرف بڑھا دیا۔

اوہو۔۔ بوڑھے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

مجھے سر سلطان نے بھیجا ہے عمران نے آہستہ سے کہا۔

تمہیں۔۔۔ بوڑھے نے نیچے سے اوپر تک اسکا جائزہ لیا۔ عمران اس وقت سراسر حماقت نظر آ رہا تھا۔

جی ہاں۔۔۔ مجھے۔

اندر۔۔۔ بوڑھے نے دروازے کی رطف اشارہ کیا۔

عمران فوجیوں کے سے انداز میں چلتا ہوا اندر کی دروازی کی طرف مڑ گیا۔۔۔

(2)

دونوں لڑکیاں پائیں باغ میں تھیں۔۔۔ رات کے نو بجے تھے۔ گو کہ سردی شدید تھی لیکن چاندنی اس وات اتنی دلکش لگ رہی تھی کہ وہ دونوں اس وات چھت کے نیچے نہ رہ سکیں۔۔۔

ان میں سے ایک سردار داراب کی پوتی تھی۔ وہی جس نے عمران پر پستول تان لیا تھا۔ اور دوسری اس کی سہیلی جو ان دنوں اس کے ساتھ مقیم تھی۔۔ دونوں ہی ایڈونچر کی دلدادہ تھیں۔ روز ٹٹوؤں پر بیٹھ کر نکل جاتیں اور اور سارا دن پہاڑیو میں بھٹکتی پھرتیں۔ دونوں کے مشاغل اور شوق قریب قریب یکساں تھے۔ وہ پہاڑیوں میں خوش رنگ پرندوں کے پر تلاش کرتی مختلف سڑکوں کے سنگریزے اکٹھا کرتیں اور ساتھ ہی جڑی بوٹیوں کے متعلق تحقیقات بھی جاری رکھتیں۔۔۔۔ سردار داراب کی پوتی شاہدہ کے پاس جڑی بوٹیوں سے متعلق ایک موٹی سی کتاب تھی جسے وہ اپنے شکار کے تھیلے میں ڈالے رکھتی۔۔ اس کی سہیلی بلقیس کو جڑی

بوٹیوں سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ لیکن شاہدہ کی خاطر وہ بھی کٹیلی جھاڑیوں سے اپنی انگلیاں زخمی کر لیتی۔

آج بھی وہ حسب معمول دن بھر ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد گھر واپس ہو رہی تھیں کہ راہ میں عمران آ کر ٹکرا گیا۔۔۔ اور شاہدہ اسے قیدیوں کی طرح یاہاں تک لے آئی۔

لیکن توقع کے خلاف جب اسے سردار داراب کا رویہ دوستانہ نظر آیا تو بڑی مایوسی ہوئی۔۔ اپنید انست میں اس نے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔

اور اب اس وقت بلقیس اس سے اس کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

میں کیا بتاؤں۔۔۔ شاہدہ کہہ رہی تھی۔ میں تو یہ سمجھی کہ بابا بچھوؤں کا ڈبہ دیکھتے ہی اسے گولی مار دیں گے۔۔

آ کر بات کیا تھی۔۔ میں یہاں بچھوؤں کا تزکرہ بہت سن چکی ہوں تم سے کئی بار پوچھنا چاہا لیکن پھر بھول گئی۔

بابا کا خیال ہے کہ ہمی اس کا تزکرہ کسی سے نہ کرنا چاہیئے۔

بابا کا خیال بابا کے ساتھ۔۔۔ نہ تم بابا ہو اور نہ میں بابا ہوں۔ بلقیس ہنس کر بولی۔

مجھے اختلاج ہوتا ہے اس تزکرے سے۔۔۔ میں اس بدھو کے متعلق کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔ جو اس وقت بڑے مزے میں باب کے ساتھ شطرنج کھیل رہا ہے۔۔

شطرنج کھیل رہا ہے۔ بلقیس نے حیرت کا اظہار کیا۔ پھر یک بیک زور سے ہنس پڑی۔۔۔ ہنستی ہی رہی حتی کہ شاہدہ نے اس کے گال نوچنے شروع کر دیئے۔

ارر۔۔۔ او۔۔۔ ہا۔۔۔ بلقیس اسے دھکیلتی ہوئی بولی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارا منگیتر ہو۔

کیا بکواس ہے۔۔؟

مجھے یقین ہے تمہارے بابا کی حرکتیں عجیب ہوتی ہیں۔۔۔

شٹ اپ۔

کیا وہ جھکی نہیں ہیں۔ کیا انہیں لوگوں کو متحیر کر دینے کا خبط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ انہی کی ایماء پر ہوا ہو۔۔۔ ورنہ کوئی آدمی اتنا ڈھیٹ نہی ہو سکتا جتنا وہ بدھو ہے۔۔

اسے کسی سر سلطان نے بھیجا ہے شاہدہ بڑ بڑائی۔

سردار داراب کی پوتی کے لیئے سرداروں اور نوابوں کے رشتے ہی آئیں گے۔

تم نہیں سمجھتیں۔۔ فضول بکواس مت کرو۔ شاہدہ پھر جھنجھلا گئی۔

میں کیا نہیں سمجھتی۔ سب سمجھتی ہوں۔

کیا سمجھتی ہو۔۔۔؟

وہی جو بتا چکی ہوں۔

تم احمق ہو۔

احمق ہونے سے میری کہی بات میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔

ختم کرو اب یہ تزکرہ۔۔۔ ورنہ میں تمہیں مار بیٹھوں گی۔

جب تک تم بچھوؤں والی بات نہیں بتاؤ گی۔ گلوخلاصی نہیں ہوگی۔ سمجھیں۔۔۔

چلو اندر۔۔۔ سردی بڑھ رہی ہے۔

نہیں جاؤں گی اندر۔ بلقیس اسے اپنی طرف کھینچتی ہوئی بولی۔ مجھے بتاؤ بچھوؤں کے بارے میں۔

ارے خدا کے لیئے۔۔۔ تم چلو اندر۔۔ بتاؤں گی لیکن تم اسکا تزکرہ کسی سے نہ روگی ۔ مجھے تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی۔۔۔ بابا نجانے کیوں اسے چھپا رہے ہیں۔ انہوں نے کسی سے کچھ نہیں بتایا۔ میں چونکہ اس وقت وہاں موجود تھی۔ اس لیئے مجھے علم ہوگیا۔ ورنہ مجھے بھی خبر نہ ہوتی۔

کس بات کی کبر نہ ہوتی۔

بس اندر چلو۔۔۔ یہاں نہیں۔

وہ دونوں پائیں باغ سے عمارت میں چلی آئیں۔۔۔ طویل راہداری سے گزرتے وقت

بلقیس ایک جگہ رک گئی۔

چلو یہاں سے۔۔ کھسکو بھی۔ شاہدہ اسے دھکیلتی ہوئی آہستہ سے بولی۔ اگر بابا کی نظر پڑ گئی تو گھنٹوں بور کریں گے۔

لیکن بلقیس وہاں سے نا ہٹی۔۔۔ وہ سامنے والے کمرے میں سردار درااب کو اور عمران کو شطرنج کھیلتا دیکھ رہی تھی۔۔ دفعتا سردار داراب چیخا۔ ہائیں۔۔۔ ہائیں۔۔ یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔ پیدل ہے صاحبزادے۔

گھوڑا ہے۔۔۔ عمران نے اسکا مہرہ پیٹ کر ایک طرف ڈالتے ہوئے کہا۔

پاگل ہوگئے ہو تم۔۔۔ پیدل سے ڈھائی گھر پر مہرہ پیٹ رہے ہو۔

پیدل نہیں گھوڑا ہے۔۔ عمران نے پھر اسی انداز میں کہا۔

آپ چال الیئے۔

کیا تمہاری آنکھیں کمزور ہیں۔ دکھائی نہیں دیتا۔ سردار داراب جھلا گیا۔

بالکل ٹھیک ہیں آنکھیں دکھائی دیتا ہے۔

یار۔۔۔ تم آدمی ہو یا۔۔۔ سردار داراب سر اٹھا کر بولا۔ دفعتا اس کی نظر بلقیس پر پڑی اور وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ یہاں آؤ۔۔ بلقیس۔۔ شاہدہ۔۔ یہ لڑکا پاگل ہوگیا ہے۔

دیکھا تم نے۔۔۔ خدا غارت کرے۔ شاہدہ بڑبڑائی۔ پھر انہیں کمرے میں جان ہی پڑا

۔

سردار داراب پچھتر سال کا ایک صحت مند بوڑھا تھا۔۔۔ مونچھیں گھنی اور اوپر کو چڑھی ہوئی تھیں۔ تھوڑی پر تھوڑے سے بال۔ ایک ننھی سی نوکیلت فرنچ کٹ داڑھی بناتے تھے۔ البتہ اس کی آنکھیں کمزور ضرور تھیں۔۔۔ عینک کے دبیز شیشے یہی ظاہر کرتیتھے۔

اس نے ہاتھ ہلا کر بلقیس سے کہا۔ زرا دیکھنا۔۔۔ یہ صاحب زادے اسے گھوڑا فرماتے

ہیں۔ بلقیس بساط پر جھک گئی۔ پھر سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ آپ کا خیال درست ہے۔

دیکھا۔۔ سردراداراب عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

دیکھ لیا۔ اس نے جواب دیا پھر اچانک ان دونوں کی طرف مڑ کر بولا۔ کیا بات ہے ؟میں دو آدمیوں کے کھیل میں کسی دوسرے کی دخل اندازی نہیں پسند کرتا۔

عقل کے ناخن لو بوڑھا بگڑ گیا۔ تم عجیب آدمی ہو۔۔ میں کہہ رہا ہوں کی پیدل کو ہٹا کر میرا مہرہ یہاں رکھ دو۔

آپ خوامخواہ اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔ عمران نے بھی جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ آپ کو خوامخواہ میرے گھوڑے کو پیدل بنانے سے کیا مل جائے گا۔

یہ گھوڑا نہیں پیدل ہے بلقیس بولی۔

میں آپ سے نہیں پوچھ رہا۔ یں نے آج تک کوئی ایسی عورت نہیں دیکھی جو شطرنج کھیلتی ہو حقہ پیتی ہو۔ اس لیئے آپ کی بات کی کیا سند ہو سکتی ہے۔

آپ کریک ہیں۔ بلقیس نے کہا۔

ہئیر یو آر۔۔۔ سردارداراب میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ کریک بالکل منسب لفظ۔۔

کیا مناسب ہے عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

یار کیوں بازی چوپٹ کر رہے ہو۔ سرداراداراب اکتا کر بولا۔

ٹھہریئے۔۔ عمران کوٹ کی جبی میں ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا۔ پھر دو سے ہی لمحے میں

وہ محدب شیشے سے اس مہرے کو دیکھ رہا تھا جس کے متعلق سردارداراب کا دعوی تھا کہوہ پیدل ہے۔ آ کر کچھ دیر بعد اس نے مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ آئی ایم سوری۔۔۔ یہ یقیناً پیدل ہی ہے۔

اوہ۔۔۔ سردارداراب ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔

یہاں سے کھیل دوبارہ شروع ہوا شاہدہ بلقیس کو ٹھوکے مار مار کر وہاں سے چلنے کا اشارہ کر دہی تھی۔۔۔۔ للیکن بلقیس ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر شاہدہ جھنجھلا کر تنہا واپس چلی گئی۔

بلقیس کرسی کھینچ کر میز کے قریب بیٹھ گئی۔

بیٹھو بیٹھو۔۔۔ سردارداراب چونک کر بولا۔

مگر۔۔۔ خیر۔۔۔ آپ شہ بچیئے۔۔ جناب۔۔۔ عمران دہاڑا۔۔

کہاں سے شہ پڑ رہی ہے۔ سردارداراب اب غصیلی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

یہاں سے۔ عمران نے ایک مہرے کی طرف اشارہ کیا۔

کیا میں اب اپنا سر پیٹ ڈالوں۔ سردارداراب اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔۔

پیٹ ڈالیئے عمران اس طرح سر ہلا کر بولا۔ جیسے جوشاندہ پینے کا مشورہ دے رہا ہو۔

کس طرح شہ پڑتی ہو۔ مجھے بتاؤ نا؟

اس فیل کی شہ۔ عمران نے لاپروائی سے کہا۔

یہ فیل ہے؟ سردارداراب سوالیہ انداز میں دہاڑا۔

اپنی طرف سے تو فیل ہی کہلاتا ہے۔۔۔اگر آپ کی طرف اسے شتر کہتے ہوں تو چلیئے یونہی سہی۔

دفعتاً بلقیس نے عمران کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا اور اس میں سے محدب شیشہ نکال کر۔ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے بولی۔ نظر ثانی کیجیئے۔

شکریہ۔۔۔عمران نے کھردرے لہجے میں کہا اور محدب شیشے میں مہرے کا جائزہ لینے لگا۔

کچھ دیر بعد بولا۔ آئی ایم سوری۔۔۔مسٹر۔۔۔یہ واقعی۔۔ٹٹو۔۔۔اررر۔۔۔گھوڑا ہے۔

بس کرو اب کھیل چکے تم۔۔۔ سردار داراب ناخوشگوار لہجے میں بولا۔ یہ سچ ہے کہ آج تک شطرنج میں کوئی میرے آگے نہیں ٹک سکا، ایسے بیتکے کھیل میں کون ٹھہر سکے گا۔

کیا فرمایا آپ نے۔۔۔میں بے تکا کھیلتا ہوں عمران بگڑ گیا۔

نہیں بڑے تک سے کھیلتے ہو۔ کبھی پیدل گھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی گھوڑا فیل۔

ارے جناب اچھے اچھوں سے غلطی ہوجاتی ہے۔ ۔۔بات دراصل یہ ہے کہ میرے اپنے مہرے دوسرے قسم کے ہیں۔۔۔یعنی فیل پر اونٹ کی شکل بنی ہے۔ گھوڑے پر ٹٹو۔ رخ پر مدھوبالا کی۔۔وزیر پر جوکی۔۔بادشاہ پر الو کی اور پیدل پر شاہ فاروق کی۔۔۔اب۔۔تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے مہرے دوسری قسم کے ہیں مجھے دھوکا ہوسکتا ہے۔

اس دوران بلقیس بیتحاشہ ہنستی رہی۔

اچانک عمران اس پر بگڑا۔ آپ کیوں ہنس رہی ہیں۔ میں کیا الو ہوں؟

چلو یار۔۔ سردار داراب نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ چال چلو اس بازی سے میرا دل اکتا گیا ہے۔

عمران برا سا منہ بناتے ہوئے بساط کی طرف متوجہ ہوگیا۔۔۔اور بلقیس وہاں سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی شاہدہ کے کمرے میں آئی۔ وہ بستر می جا چکی تھی۔۔۔بلقیس کو اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اٹھ بیٹھی مگر بلقیس ہنس رہی تھی۔

کیا بیہودگی ہے۔۔۔؟

اوہ۔۔۔ بلقیس اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولی۔ ارے تمہارا منگیتر بڑا ڈھیٹ آدمی ہے۔ مجھے لگتا ہے وہ تمہارے بابا کا بھی دماغ کھا جائے گا۔

خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ۔ شاہدہ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

بچھو۔۔۔بلقیس انگلی اٹھا کر بولی۔

میں کہتی ہوں وہ کسی کی شرارت ہی تھی بابا خوامخواہ اسے اہمیت دے رہے ہیں۔

اب تم پوری بات ڈھنگ سے بتاتی ہو یا میں تمہارا گلا گھونٹ دوں بلقیس نے چڑ کر کہا۔

بس ذرا سی بات۔ شاہدہ نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ تم جانتی ہو کہ بابا بہت کثرت

سے سگار پیرے ہین خصوصا مطالعے کے وقت تو سگار قریب قریب ان کے ہونٹوں ہی میں دبا رہتا ہے۔ ایک ختم ہوانہوں نے دوسرا سلگا لیا۔ سگاڑ کا ڈبہ میز پر ہوتا ہے۔ اور کتاب پر نظریں جمائے ہوئ اسے ٹٹول کر کھولتے ہیں اور سگار نکلا کر انگلیوں میں دبا لیتے ہیں۔ آج سیا یک ہفتہ پہلے کی بات ہے وہ لائبریری میں کسی کتاب کا مطالع کر رہے تھے میں بھی وہیں موجود تھی۔

۔ وہ شاید سگار کا ڈبہ اپنے کمرے ہی میں بھول آئے تھے۔ جیسے ہی ان کے ہونٹوں میں دبا ہوا سگار ختم ہوانہوں نے مجھ سے کہا کیا کہ میں سگار کا ڈبہ ان کے کمرے سے اٹھا لاؤں۔

شاہدہ خومش ہو کر سوچنے لگی۔ ویسے اس کی آنکھیں بھی خامر آلود ہو چلی تھیں بار بار جھکتی پلکوں پر نیند کا دباؤ صاف نظر آ رہا تھا۔

پھر کیا ہوا۔۔۔ بلقیس نے اسے ٹوکا۔

ہاں۔۔۔ میں سگار کا ڈبہ لے کر لائبریری میں واپس آئی پھر بابا نے مجھ سے ایک سگار نکالنے کو کہا۔۔۔ مگر جیسے ہی میں نے ڈبہ کھولا میری چیخ کسی طرح نہ رک سکی۔۔ ڈبے میں پانچ بڑے بچھو تھے۔ بابا میری چیخ سن کر اچھل پڑے اور پھر انہوں نے نے بچھوؤں کو دیکھا۔ ان کے چہرے پر صرف حیرت کے آثار تھے وہ کچھ دیر تک خاموش ہرے پھر انہوں نے کہا میں اس واقعے کا تزکرہ کسی سے نہ کروں

بڑی عجیب بات ہے۔ بلقیس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔ آکر وہ ڈبے میں بچھو کیسے پہنچ سکے ہوں گے۔ اور پھر ایک دو بھی نہیں پورے پانچ۔۔۔ مگر بابا نے کسی سے اسکا تزکرہ کرنے کی ممانعت کیوں کر دی۔

خدا جانے۔۔۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ سگار کے ڈبے میں بچھو رکھنے والا چاہتا کیا تھا۔ اگر کہا جائے کہ بابا کے کسی عزیز نے یہ حرت کی ہوگی تو یہ سوچنا پڑے اکہ اسے کس قسم کا نتیجہ برآمد ہونے کی توقع تھی۔۔ اگر کوئی بابا کی دولت کے لیئے۔۔۔ نہیں یہ خیال بھی فضول ہے۔۔۔ اس صورت میں بچھو کے بجائے سانپ رکھا جاتا۔۔ پھر۔

پھر میں کیا بتاؤں۔۔۔ اور اب یہ آدمی۔۔ اس کے پاس بھی سگار ہی کے ڈبے میں پانچ بچھو موجود ہیں اور یہ بابا کا پتہ دریافت کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا ہے۔۔۔۔

ٹھہرو۔۔۔ بلقیس ہاتھ اٹھا کر بولی۔ دو باتیں میری سمجھ میں آ رہی ہیں۔ یا تو بچھو بابا نے رکھے تھے۔۔۔ یا تم نے۔

کیا بکتی ہو۔ ہم لوگ کیوں رکھنے لگی۔ شاہدہ نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر مجھے بچھو کا مقصد سمجھا دو۔ مطلب یہ کہ بچھوؤں کو جس نے بھی ڈبے میں رکھا ہوگا۔ کچھ سوچ سمجھ کر ہی رکھا ہوگا۔

ارے تو تم نے بحث کیوں چھیڑ دی اس لیئے میں بتانا نہیں چاہ رہی تھی۔

تو گویا تمہی افسوس بھی نہ ہوتا اگر بابا کے ہاتھ میں بچھوؤں کے دنگ لگ جاتے۔

افسوس کیوں نہ ہوتا۔۔۔

پھر تم اس قصے وک پھیلنے سے کیوں روکتی ہو۔۔ کیا بابا نے اس کی اطلاع پولیس کو دی تھی؟

خدا جانے۔ مجھے علم نہیں۔

بلقیس تھوڑی دیر کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ کچھ بھی ہو۔۔ یہ آدمی ہے دلچسپ۔۔۔ پتہ نہیں حقیقیتاً احمق ہے یا دوسروں کو الو بنانے کے لیئے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔

کتم کرو۔۔۔ شاہدہ ہاتھ اٹھا کر جمائی لیتی ہوئی بولی۔

۔مجھے نیند آ رہی ہے۔۔

خدا کرے یہ تمہارا منگیتر ہی نکلے۔۔ بابا سے کچھ بعید نہیں۔

شٹ اپ۔ شاہدہ نے کہا اور لیٹ کر چادر تان لی۔

(3)

سردارداراب شطرنج کے مہرے سمیٹ کر میز کی درازمی رکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ شطرنج کھیلنے کے لیئے مغز چاہیئے ہر کس و ناکس کے بس کا روگ نہیں۔ تم کب سے شطرنج کھیل رہے ہو؟

ڈھائی سال کی عمر سے۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

نہیں میں نے تو سنا ہے کہ تم بساط بغل میں دبائے پیدا ہوئے تھے۔ سردارداراب نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا اطعی حماقت ہے۔۔۔ عمران لہجے کی سنجیدگی برقرار رکھتا ہوا بولا۔ بچپن میں میں نے سینکڑوں ایس باتیں سنی تھیں، جواب تک غلط ثابت ہو رہی ہیں۔

سردارداراب اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر بولا۔ کیا سرسلطان نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ می کون ہوں؟

میں نے پوچھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کی کیونکہ میں جانتا ہوں وہ سو فیصد خالص سر سلطان ہیں۔

میرے متعلق۔۔۔ می کون ہوں۔۔ سردارداراب جھلاہٹ سے اپنے سینے پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

اوہ۔۔۔ آپ سردارداراب ہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے۔۔۔ اور پھر ایسی صورت میں کیسے یقین نہ ہو جبکہ میں آپکے ساتھ شطرنج بھی کھیل چکا ہوں۔

کیا مطلب۔۔۔؟

سرسلطان نے کہا تھا کہ سردارداراب کو شطرنج کھیلنا نہیں آتا۔

سرسلطان نے کہا تھا؟

جی ہاں۔۔۔

سرسلطان کی ایسی کی تیسی۔۔ سردارداراب اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

آپ تشریف رکھیئے نا۔ عمران بڑی معصومیت سے سر ہلا کر بولا۔

میرا مطلب یہ تھا کہ سرسلطان نے درست نہیں کہا تھا۔۔۔ آپ کا کھیل تو بڑا شاندار ہوتا ہے۔

سردار داراب ایک جھٹکے یک ساتھ بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا پھر بولا۔ میرا خیال ہے کہ سرسلطان اب سٹھیا گیا ہے۔

خدا جانے۔۔۔ عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کہتے تو ہیں اکثر میں عنقریب تیسیر شادی کرنے والا ہوں۔۔۔

سردار داراب اب اسے گھورنے لھا۔

کیا آپ اور کچھ پوچھنا چاہتے ہیں؟ عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

ہاں سرسلطان نے تمہیں یہاں کیوں بھیجا ہے؟

میرے خدا۔۔ عرمان نے حیرت کا اظہار کیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں؟۔

میرے سوال کا جواب دو۔

انہوں نے کہا تھا کہ مجھے آپ کے پرائیویٹ سیرٹری کے فرائیض سرانجام دینے پڑیں گے۔ ساتھ ہی مزید بچھوؤں کی پیدائش پر غور کرنا۔۔۔ میں آج کل بچھوؤں پر سرچ کر رہا ہوں، پانچ بچھو جو بطور نمونہ مجھے سرسلطان سے ملے تھے۔ شاید آپ ہی نے بھجوائے تھے۔۔

۔ آپکا بہت بہت شکریہ۔۔

تم ریسرچ کرر ہو ہو۔ وہ اپنا اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔

جی ہاں۔۔۔

تو یہ ریسرچ اسکالروں کا خیرات خانہ نہیں ہے۔۔۔

لاحول ولاقوۃ کیا میں سرسلطان کو جھوٹا بھی سمجھ لوں۔ عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اس خیرات خانے کی مینجری بھی کرنی پڑے گی۔

ناجانے کیوں سردار داراب کی آنکھیں ھیل گئیں۔ غالبا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس آدمی سے کیا برتاؤ کرے۔

سردار داراب ان آدمیوں می سے تھا جو ناک پر مکھی بھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ ان اطارف می اس کی کئی فیکٹریاں تھیں اور وہ حقیقتا بڑا آدمی تھا۔ لوگ اس سے گفتگو کرتے وقت ہکلاتے تھے۔۔۔ وہ کریک بھی تھا۔ عام آدمی اس سے ڈرتے تھے معلوم نہیں وہ کب کیا کر بیٹھے۔۔۔

دفعتا وہ کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔ تم ابھی اور اسی وقت داراب کیسل کی حدود سے نکل جاؤ۔ ۔۔

آئی ایم۔۔ سوری۔۔۔ جنٹیلمین۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ یہ بہت مشکل ہے۔۔۔ وزارت خارجہ کے سیجرٹری کا حکم تھا کہ مجھے ہر حال میں داراب کیسل کی حدود میں ہی رہنا ہوگا۔

کیا تم چاہتے ہو کہ۔۔۔ میں تشدد پر اتر آؤں۔

اللہ۔۔۔ عمران چھت کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ بڑا مسبب السباب ہے۔ اگر سگار کے ڈبے سے بچھو برآمد ہو سکتے ہیں۔۔۔ تو میرے سگریٹ کیس سے ہوائی جہاز۔۔۔

شٹ اپ۔ سردار داراب میز سے رول اٹھا کر دہاڑا۔ نکلو۔۔

پندرہ تاریخ کل گزر گئی تھی۔۔۔ تمہارے داہنے ہاتھ میں ورم نہیں آ سکا۔۔۔ اب آٹائیس تاریخ سے پہلے تمہاری کھوپڑی میں سوراخ بھی ہو سکتا ہے سردار داراب۔

سردار داراب کا اٹھا ہوا ہاتھ اس طرح نیچے گر گیا جیسے الیکٹرک شاک لگا ہو۔

عمران خاموش ہو کر اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن سردار کا چہرہ کسی بیجان پتھر کی سل کی طرح سپاٹ نظر آ رہا تھا۔ ہر قسم کے تاثرات سے عاری۔۔۔ البتہ اس کی آنکھوں میں ایک معنی خیز سی چمک پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے کچھ کہنے کے لیئے ہونٹ ہلائے مگر پھر چپ ہی رہا

۔

اور سردار داراب صاحب۔ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ کا مقصد صرف یہی تھا کہ پندرہ تاریخ کو آپ دستخط کرنیکے قابل نہ رہیں۔ لیکن اتفاق سے وہ تاریخ بعض دشواریوں کی بناء پر ٹل گئی تھی۔ اب اٹھائیس تاریخ کے لیئے اگر بچھوؤں کا انتظام نہ ہو سکا تو۔۔۔ ریوالور اور کارٹرد بانے میں کتنی محنت صرف ہو گی۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس نامعلوم آدمی یا آدمیوں کو آپ کی موت یا زندگی سے کوئی خاص دلچسپی نہ ہو۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ مقصد صرف یہی ہو کہ آپ معاہدے پر دستخط نہ کر سکیں۔

سردار داراب ایک طویل سانس لے کر بیٹھ گیا۔ ٹھیک اسی وقت ایک دبلا پتلا اور دراز قد آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

ہاں۔۔۔ کیا بات ہے؟ سردار داراب اسے گھورتا ہوا بولا۔

شمال مشرق کی طرف روشنی کا ایک ہلکا سا دھبہ نظر آ رہا ہے جناب۔

اچھا۔۔۔ سردار داراب کا لہجہ کسی اپنے ننھے بچے سے مشابہ تھا جیسے کوئی حیرت انگیز اطلاع ملی ہو۔

اور جناب۔۔۔ دھبے سے ہلکے نیلے رنگ کی شعائیں سی پھوٹتی نظر آ رہی ہیں۔

مگر۔۔۔ تم چاندنی رات میں مجھے ایسی کوئی اطلاع دے رہے ہو سردار داراب کچھ سوچتا ہوا بولا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ اس دوران میں تمہاری بینائی کمزور نہیں ہوئی۔؟

میری بینائی سو فیصدی محفوظ ہے جناب

پھر بھی چاندنی رات میں۔۔۔؟

آپ خود ہی تکلف فرما کر دیکھ لیں۔

ہاں۔۔۔ اچھا۔۔۔ چلو۔۔ سردار داراب اٹھتا ہوا بو؛ا۔ اسی کے ساتھ عمران بھی اٹھا۔

تم یہیں میراانتظار کرو۔ سردار داراب نے اس سے کہا۔

آپ کہاں تشریف لے جائیں گے عمران نے پوچھا۔

اپنی آبزرویڑی میں۔ مجھے ستاروں سے دلچسپی ہے۔

آہا۔۔۔ستارے۔۔۔۔ مجھے بھی ان سے عشق ہے۔۔ستارے۔۔۔عمران ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

مگر تم یہیں بیٹھو گے سردار داراب اسے دوبارہ متنبہ کرتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔

عمران نے داراب کیسل کی حدود میں داخل ہوتے ہی وہ اونچا مینار دیکھا تھا جسے شاید آبزرویڑی کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا ویسے اس کی ساخت ہرگز ایسی نہیں تھی جس سے اسکی آبزررویڑی کا گمان بھی ہوسکتا۔

عمران چند لمحے کچھ سونچتا رہا پھر اٹھ کر طویل راہداری طے کرتا ہوا بیرونی برآمدے میں آیا۔

پائیں باغ پر چاندنی کھیت کر رہی تھی۔۔۔سردار داراب اور اس کے لمبے ساتھی کے پیروں کے نیچے بروش کی بجریاں کڑکڑا رہی تھیں۔۔۔ آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے ابھی زیادہ فاصلہ طے نہیں کیا۔

برآمدے میں روشنی نہیں تھی۔۔۔عمران کھڑ پلکیں جھپکاتا رہا۔۔وہ سوچ رہا تھا کہ پوری بات کا جایزہ لیئے بغیر کام شروع کرنا درست نہی ہوگا لیکن رات کو یہ کام قریب قریب ممکن تھا۔ ۔پھر ویسے لمبا آدمی اسے قابل اعتماد معلوم نہیں ہوا تھا۔۔اس کی چھٹی حس نے اسے پہلی ہی

نظر میں آگاہ کر دیا تھا بظاہر اس کے چہرے پر مسکینیت کے آثار موجود تھے اور وہ ایک برخودار قسم کا آدمی معلوم ہوتا تھا مگر اس کی اانکھیں جو پل بھر کے لیئے عمران کو اصل روپ میں نظر آئی تھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں ان کی حالت اس وقت بدلی تھی جب سردار داراب نے چاندنی رات میں آسمان پر کسی روشن دھبے کی موجودگی پر حیرت کا اظہار کیا تھا۔۔۔

عمران غیرارداری طور پر آبزرویڑی کی طرف چل پڑا۔۔لیکن اس کی رفتار تیز تھی۔۔۔ وہ روش کے بجائے گھاس کے قطعوں پر بے آواز چل رہا تھا۔۔جلد ہی پھر اسے ان دونوں کے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔۔۔

پھر یک بیک ایسا معلوم ہوا جیسے وہ رک گئے ہوں عمران پھولدار جھاڑیوں کی اوٹ میں تھا وہ بھی اپنے اندازے کے مطابق اسی جگہ رکا تھا جہاں ان دونوں کے قدموں کی آوازیں ختم ہوئی تھیں۔

یہ کیسی آواز تھی؟ اس نے سردار داراب کو کہتے سنا۔

پتہ نہیں جناب دوسرے آدمی نے کہا۔ میرے خیال سے کچھ ہوگا۔ سناٹے میں معمولی آوازیں بھی کافی پھیلاؤ پیدا کرتی ہیں۔اب مثلاً جھینگر کی آواز لیجیئے ایک ننھا سا کیڑا۔۔۔مگر اس کی آواز سناٹے میں میلوں تک پھیلتی معلوم ہوتی ہے۔

میں نے تم سے یہ کب کہا تھا کہ اتنی سی بات پر اتنی لبی چوڑی مثال دے ڈالو۔ داراب چلایا۔

میں معافی چاہتا ہوں جناب دوسری آواز آئی۔

میں آگے نہیں جاؤں گا۔

آپ کی مرضی جناب۔۔۔

چاندنی کتنی شفاف ہے۔۔۔ داراب بڑبڑایا۔ یقیناً تمہاری آنکھیں خراب ہوگئی ہیں یا پھر دوربین ہیمیں کوئی خرابی آ گئی ہے

ہوسکتا ہے جناب دوسرے آدمی کا آواز آئی۔

پھر تم نے مجھے کیوں تکلیف دی؟ داراب جھنجھلا گیا۔

میں نے اپنا خیال ظاہر کیا تھا جناب خود دیکھنے کے بعد یا آپ اسے تسلیم کرتے یا تردید کردیتے۔

ہام۔۔۔۔۔اچھا۔۔۔۔۔جاؤ

عمران نے صرف ایک آدمی کے قدموں کی آوازیں سنیں۔ لیکن سمت بتا رہی تھی کہ وہ داراب کے قدموں کی آوازیں نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ ان کا رخ آبزرویزی کی طرف تھا۔ عمران سوچ رہا تھا آخر داراب وہیں کیوں رک گیا ہے۔۔۔۔ایک منٹ گذر گیا۔۔۔دوسرے آدمی کے قدموں کی آوازیں بہت دور سے آ رہی تھیں۔ لیکن سردار دراب ابھی تک وہیں جما کھڑا تھا۔۔۔۔جھاڑیاں گھنی تھیں اور عمران دوسری طرف نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔چونکہ اس نے دوسرے کے قدموں کی آواز سنی تھی اسی بناء پر یہ خیال تھا

کہ سردار دراب اب بھی وہیں موجود ہے۔ لیکن پھر اسے اپنا یہ خیال احمقانہ معلوم ہونے لگا۔ ہوسکتا ہے اس بار داراب بھی گھس کے قطعوں سے گذرتا ہوا عمارت کی طرف چلا گیا ہو جیسے کہ خود عمران یہاں تک آیا تھا۔ اس نے جھاڑیوں میں ہاتھ ڈال کر انہیں آہستہ سے ہٹایا۔۔۔اور اس کے خیال کی تائید ہوگئی۔ سردار وارب حقیقتاً وہیں موجود تھا۔

دفعتاً اس نے چیخ کر کہا۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔

پہلے تو عمران سٹپٹا گیا۔ لیکن غور سے دیکھا تو سردار دراب کا رخ جھاڑیوں کی طرف نہیں تھا۔

اب پھر پہلے ہی کا سا سناٹا طاری ہوگیا تھا۔ سردار وداراب اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ کئی منٹ گذر گئے۔ لیکن سچویشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

آخر عمران نے آہستہ سے کہا۔ سردار واراب۔۔۔آپ عقلمندی سے کام نہیں لے رہے۔

کک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار داراب اچھل کر مڑا۔

کب تک یہاں کھڑے رہئے گا۔۔۔۔

کون ہے۔۔۔

علی عمران۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایم ایس سی پی ایچ ڈی آکسن۔

سردار داراب جھپٹ کر جھاڑیوں میں گھس پڑا۔

تم یہاں کیا کررہے ہو۔

جو کچھ کرنے کے لئے آیا ہوں عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

کیا یہاں اس طرح تنہا کھڑے رہنا حماقت نہیں ہے۔

حماقت۔ سردار داراب غرایا۔ تم بالکل بدتمیش ہو۔ کیا تمہیں گفتگو کا سلیقہ نہیں ہے۔

قطعی نہیں ہے کیونکہ میرا باپ بھی آپ ہی کی طرح چڑ چڑا اور بد دماغ ہے۔ اس نے کبھی سنجیدگی سے میری تربیت نہیں کی اور بس اب اس بات کہ یہیں ختم کردیجئے۔ آپ کو وہم ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آپ کے کسی دشمن کی آواز نہیں تھی خواہ مخواہ سردی میں کھڑے رہ کر نزلہ زکام مول نہ لیجئے۔

داراب چند لمحے بے حس وحرکت کھڑا رہا پھر عمارت کی طرف چلنے لگا۔ عمران بھی اس کے برابر ہی چل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور شاید اس کی یہ حرکت بھی سردار داراب کو کھل رہی تھی۔

ایک قدم پیچھے رہو۔ دفعتاً اس نے رک کر کہا۔

ناممکن ہے۔۔۔۔۔ قطعی ناممکن۔۔۔۔ میں بھی کریک ہوں۔

بھی۔۔۔۔۔۔۔ کا کیا مطلب۔ سردار داراب جھلا گیا۔۔۔ کیا میں کریک ہوں۔

جی ہاں۔۔۔۔۔ مگر مجھ سے کمتر درجہ کے۔۔۔۔۔۔۔ مجھ سے بڑا ایک کریک پچھلی پانچ چھ صدیوں سے پیدا ہی نہیں ہوا۔

میں تمہیں زندہ دفن کرا دوں گا۔ سمجھے۔۔۔

سمجھ گیا اور یہ کام آپ صبح سے پہلے نہیں کریں گے۔ اس لئے چلتے رہیئے۔ آپکو نیند بھی آرہی ہوگی۔ سردار داراب ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

عمران نے اس بار اس کے برابر پہنچنے کی کوشش نہیں کی۔ برآمدے میں پہنچ کر سردار داراب پھر رک گیا۔

ٹھہرو۔۔۔ اس نے عمران کو مخاطب کیا۔ جو اندر جانے کے لئے دروازے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران رک گیا اور سردار داراب بولا۔ تمہیں سر سلطان نے بھیجا ہے۔

کیا اب مجھے خدا کو حاضر ناظر جان کر بیان دینا پڑے گا۔

نہیں۔۔۔۔ میرے ساتھ آؤ۔۔۔۔ سردار داراب اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا بولا۔

میں چل رہا ہوں۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

سردار اسے ایک کمرے میں لایا اور کرسی کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔ بیٹھ جاؤ۔ پھر اس میز کی جانب بڑھا جس پر فون رکھا ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس نے ریسیور اٹھا کر ایکسچینج کا نمبر ڈائیل کیا۔

ہیلو۔۔۔۔۔۔۔۔ ایکسچینج۔۔۔۔۔۔ لانگ ڈسٹنس۔۔۔

پھر اس نے سر سلطان کے لئے ٹرنک کال بک کرائی۔ لائین فوراً ہی کلیر مل گئی تھی اس لئے سر سلطان سے رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی۔

میں ہوں داراب۔ سردار داراب نے غصیلے لہجے میں کہا۔۔۔۔ پھر عمران کے چہرے پر نظر جماتے ہوئے سنتا رہا۔۔۔ بار بار اس کی بھنویں تن کر ڈھیلی پڑ جاتی تھیں۔ پھر اس نے عمران کو گھور گھور کر کہنا شروع کیا۔ رنگت گوری۔۔۔۔۔۔ چہرہ گول۔۔۔۔۔۔ ٹھوڑی میں خفیف سا گڑھا۔۔ آنکھیں بڑی ہونٹ بھرے ہوئے۔۔۔۔ یعنی فل لپس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔۔۔۔ ہاں۔۔۔ قد متوسط سے کچھ زیادہ اچھا ہاں۔۔۔ مگر میں اسے گولی مار دوں گا۔۔۔۔۔ مجھے بات بات پر غصہ۔۔۔۔۔ دلاتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نو شٹ اپ۔ وہ حلق بھاڑ کر دھاڑا۔ شاید ایکسچینج سے تین منٹ پورے ہو جانے کا اعلان کیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ بہرحال وہ پھر چیخا۔ سردار داراب بول رہا ہوں مت ٹوکو۔۔۔۔۔ ایڈیٹ۔۔۔۔۔ ہاں سر سلطان۔۔۔۔۔۔۔ اچھا اچھا۔۔۔

وہ عمران کی طرف دیکھ بولا۔ چلو۔۔۔۔۔۔۔ ادھر آؤ۔۔۔

عمران اٹھ کر میز کے قریب آیا۔۔۔۔۔۔ اور داراب نے ریسیور اس کی طرف بڑھا دیا۔

یس سر۔۔۔۔۔ عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

تم وہاں کیا کر رہے ہو۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز آئی۔

فی الحال۔۔۔۔۔۔۔۔ صبر کر رہا ہوں۔۔۔ اور یہ کہ جب یہاں سے واپس آؤں گا تو مجھے اپنی کھوپڑی کھلوا کر دیکھنا پڑے گا کہ کچھ باقی بچا ہے یا صرف کھوپڑی کی واپسی ہوئی ہے۔

عمران سنجیدگی سے کام لو۔

سنجیدگی سے جہاں کام ہوتا ہے اس محکمے کا سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض ہے۔۔۔ لہذا۔۔

بکواس نہیں۔۔۔۔۔۔۔ تم سردار داراب کو غصہ دلائے بغیر بھی کام کر سکتے ہو۔

میرا کیریئر تباہ ہو گیا جناب۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔ جب سے یہاں آیا خواہ مخواہ چڑ چڑانے کو دل چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں بالکل ہی نہ برباد ہو جاؤں۔

ختم کرو۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہ معاملہ براہ راست محکمہ خارجہ سے تعلق رکھتا ہو۔ غالباً تم سمجھ گئے ہو گے۔۔

جی ہاں۔۔۔ آپ مطمئن رہیئے۔ کام آپ کے حسب منشا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ مگر

مگر وگر کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔ بس دوسری طرف سے آواز آئی۔

آپ کو کچھ کہنا ہے۔ عمران نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر سردار داراب سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور کچھ کہنا ہے آپ کو۔

نہیں ڈھنگ سے کام کرو۔۔۔۔۔۔۔

شب بخیر۔۔۔ عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

اب وہ سردار داراب کی طرف اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے وہ حقیقتاً خبطی ہو۔

سردار داراب کچھ سوچ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی۔۔۔۔۔ ایک

نوکر کمرے میں داخل ہوا اور سردار داراب نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے کہا۔ انہیں ان کے کمروں میں لے جاؤ

عمران شب بخیر کہتا ہوا نوکر کے ساتھ ہولیا۔

دوسری صبح عمران نے کام شروع کردیا۔۔۔۔۔۔۔ عمارت بہت وسیع تھی اور طویل وعریض کمپاونڈ میں ایک نہیں کئی عمارتیں تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار داراب کے متعلق بھی بہتیری معلومات حاصل ہوئیں۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنی بدمزاجیوں اور چڑچڑاہٹ کے باوجود بھی مقبول ترین آدمیوں میں سے تھا۔۔۔۔۔۔ اپنے ملازموں سے اچھا برتاؤ کرنے والا۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہونے والا۔۔۔۔۔۔۔ ان کی آسائشوں کا خیال رکھنے والا۔۔۔۔۔ قرب وجوار کی آبادیاں کئی معاملات میں ان کی ممنون احسان تھیں۔۔۔۔ اس نے ان کے لئے کئی شفاخانے قائم کیئے۔۔۔۔۔۔ اسکول کھولے تھے۔۔۔۔۔ اور لڑکیوں کا ایک کالج داراب کیسل ہی کی ایک عمارت میں تھا۔

داراب کیسل کی آبادی بھی اچھی خاصی تھی۔ یہاں داراب کی فیکٹریوں کے منیجر اپنے کنبوں سمیت مقیم تھے۔ خود داراب کے نجی ملازموں کی تعداد بھی کم نہیں تھی۔ کالج کے اسٹاف کی تین استانیاں بھی یہیں رہتی تھیں۔ مشرقی سرے پر ایک چھوٹی سی عمارت تھی، جہاں سردار داراب کا نواسہ نجیب رہتا تھا۔۔۔ وہ امریکہ سے پلاسٹک سرجری کی ٹریننگ لے کر آیا تھا اور اب یہاں پلاسٹک سرجری کی ایک بڑی تجربہ گاہ کے قیام کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔۔۔ فی الحال اس نے مشرقی سرے والی عمارت میں معمولی پیمانے پر ایک مختصر سی تجربہ گاہ ترتیب دے لی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اسی عمارت کے ایک حصے میں وہ رہتا بھی تھا۔ اس کے متعلق عمران کو معلوم ہوا تھا کہ سردار داراب اسے بالکل پسند نہیں کرتا۔۔۔ ان کے تعلقات بھی خوشگوار نہیں تھے۔ لیکن سردار اس سے اتنا بیزار بھی نہیں تھا کہ اسے داراب کیسل کی حدود سے ہی نکال دیتا۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر نجیب سے بھی تھوڑی دیر گفتگو کی تھی۔۔۔۔۔۔۔ اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ خود سردار داراب کی طرف سے برے خیالات نہیں رکھتا۔۔۔ ڈاکٹر نجیب ایک صحت مند مگر معمولی شکل وصورت کا آدمی تھا۔۔۔۔۔۔۔ ہڈیاں چوڑی اور قوی مضبوط اعضاء لیکن ذہنی اعتبار سے وہ عمران کو

مریض ہی نظر آیا کیونکہ پلاسٹک سرجری ہر وقت اس کے سر پر سوار رہتی تھی۔

سردار کے منیجروں میں تین غیر ملکی بھی تھے۔ ایک جرمن، ایک ڈچ اور ایک جاپانی۔۔ ان میں سے ابھی صرف ایک ہی کو عمران دیکھ سکا تھا۔ یہ چھوٹے قد کا مخنی سا جاپانی مسٹر لے

بوک تھا۔ ان تحقیقات کے دوران میں عمران نے یہ بات بھی محسوس کی کہ بچھوؤں والے واقعہ کا علم کسی کو بھی نہیں تھا۔

دوپہر کو پھر سردار داراب نے اسے طلب کیا۔۔۔۔۔۔۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں پچھلی رات دونوں شطرنج کھیلتے رہے تھے۔

اس نے عمران کو نیچے سے اوپر تک دیکھا۔ کیونکہ عمران اس وقت ٹیکنی کلر میں تھا یعنی سبز کوٹ سرخ پتلون اور زرد قمیض میں۔۔ ٹائی سفید تھی۔۔ ہاتھوں میں ہلکے سے سفید دستانے بھی تھے۔

تم صبح سے کیا کرتے پھر رہے ہو۔ داراب نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

میں صبح سے صبر کرتا۔۔۔ پھر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ یہاں داراب کیسل میں مجھے کوئی ہوٹل یا ریستوران بھی نہیں نظر آیا جہاں کچھ دیر بیٹھ کر صبر کرنے سے بچ سکتا۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔

صاف صاف الفاظ میں ناشتہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اب اس کی تلاش فضول ہے کیونکہ اس کا وقت نکل گیا اور اب میں لنچ کا وقت بھی نکل جانے کا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ اور پھر شام کی چائے سے غسل کر کے باقاعدہ کفن میں لیٹ جاؤں گا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا خیال ہے۔

ہائیں۔ تم نے ناشتہ نہیں کیا۔

میں تو کرنے کے لئے تیار تھا مگر ہوا ہی نہیں۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔ وہ میز پر گھونسہ مار کر چیخا۔۔۔۔ میں ابھی کچن میں آگ لگا دوں گا۔۔

ذرا ٹھہریئے۔۔۔ ابھی نہیں لنچ کے بعد۔۔۔۔ عمران پیٹ پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔۔۔

سردار داراب نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی ایک ملازم اندر آیا۔

جواد سے کہہ دو۔ ان کا کھانا میری میز پر لگایا کرے۔۔ جاؤ

ملازم کے جاتے ہی عمران دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر کراہنے لگا۔

کیا بات ہے۔۔۔

بات کیا ہے۔ اب زندگی کی رہی سہی امید بھی ختم ہوگئی۔ یہ اتنا بڑا ظلم ہے سردار صاحب۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔ مجھ سے صاف صاف گفتگو کیا کرو۔

صاف صاف میرا کھانا بھی آپ کی میز پر لگے گا۔۔۔۔ یعنی۔۔۔

یعنی میں کھاؤں گا تمہارا کھانا۔۔۔۔ سردار خلاف توقع مسکرایا۔

میں تمہارے دونوں کان کھینچ کر تھپڑ لگاؤں گا صاحبزادے۔۔۔۔۔ اور تمہارا حلیہ بگڑ جائے گا۔

میں ڈاکٹر نجیب سے مدد حاصل کر کے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو جاؤں گا۔

ڈاکٹر نجیب۔۔ بوڑھا سنجیدہ ہو گیا۔۔۔ کیا تم اس سے مل چکے ہو۔

جی ہاں۔۔۔۔ اور میں عنقریب ان سے اپنے کان چھوٹے کراؤں گا۔

بکواس بند کرو۔ تم اس سے کیوں ملے تھے۔

میں داراب کیسل کی حدود میں رہنے والے ہر آدمی سے مل رہا ہوں۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بچھو کہیں باہر سے آئے تھے۔

سردار داراب کچھ سوچنے لگا۔ عمران خاموشی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ آخر سردار نے سر اٹھا کر کہا۔ اگر یہ سب کچھ یہیں کے آدمی کی حرکت ہے تو مجھے شرم سے اب مر جانا چاہیئے۔

کیوں۔۔۔

اس کا یہ مطلب ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ میرا رویہ یقینی طور پر دوسروں کے لئے تکلیف دہ ہے ورنہ ان میں سے کوئی میرا دشمن کیوں ہو جاتا۔

کٹ اٹ آؤٹ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اب آپ شاید اخلاقیات پر بور کریں گے۔

تم گدھے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار داراب کو سچ مچ غصہ آ گیا۔۔۔۔۔۔ لیکن عمران کی زبان بھی چل پڑی۔ میں آپ ہی کی طرح انتہائی صاف گو آدمی ہوں۔ اس لئے آپ برا تو مان سکتے ہیں لیکن غصے کا اظہار نہیں کر سکتے۔ آپ کو اپنا رویہ شریفانہ ہی رکھنا چاہیئے۔۔۔ آپ یہی کہنا چاہتے تھے کہ مجھ جیسے گوتم بدھ سے دشمنی رکھنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ مجھے اور زیادہ گوتم بدھ بننا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکن میں یہاں اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ آپ کو اور زیادہ شریف بنتے دیکھ کر خوشی کا اظہار کروں۔۔۔ کیا سمجھے آپ۔۔۔

سردار داراب اس طرح منہ کھولے بیٹھا تھا جیسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ اس کے سامنے آ گیا ہو۔ عمران بولتا رہا۔ آپ غالباً یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہاں کیسل کی حدود میں کوئی آدمی آپکا دشمن نہیں ہو سکتا لیکن میں آپ سے سوال کروں گا کہ آپ پچھلی رات ہوا سے کیوں لڑ رہے تھے۔ اس لئے آدمی کے ساتھ آبزرویزی تک جانے کی بجائے راستے ہی سے کیوں ہٹ آئے تھے۔

عمران خاموش ہو گیا۔ سردار داراب اسے خاموشی سے گھورتا رہا پھر بولا۔ بک چکے ہو یا ابھی اور بکو گے۔

اس کا فیصلہ آنے والے لمحات کریں گے۔ عمران اس طرح اکڑ کر بولا جیسے ابھی تک زبان کی بجائے تلوار چلا رہا ہو۔

میرا خیال ہے کہ بعض لوگ یہاں میرے دشمن ہو سکتے ہیں۔ سردار داراب نے ایک طویل سانس لیکر کہا۔

ٹھیک۔۔۔ اب آئے ہیں آپ راہ پر۔۔۔ عمران جیب سے نوٹ بک نکالتا ہوا بولا۔

ٹھہرو۔ مگر میں کسی کا نام نہ لوں گا۔ کیونکہ محض شبہ ہے۔ ثبوت نہیں رکھتا۔

آپ ڈرپوک ہیں جناب۔۔۔۔ عمران نے چڑانے کے سے انداز میں کہا۔

تم بیہودہ ہو۔۔ سردار داراب دہاڑا۔

میں کب کہتا ہوں کہ بیہودہ نہیں ہوں۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ خدا ایک مضبوط دل عطا کرے۔۔۔۔۔۔۔ خواہ دولت سے محروم رکھے۔

ارے تم اپنی ہانکتے رہو گے یا میری بھی سنو گے۔۔۔ سردار اس انداز میں بولا جیسے اپنا سر پیٹ لینے کا ارادہ رکھتا ہو۔

کیا سنوں۔۔۔ آپ یہی فرمائیں گے کہ مہاتما گوتم بدھ کسی کے خلاف شبہ ظاہر کرنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔

سردار داراب یک لخت خاموش ہو گیا۔ اس نے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی لیکن جھنجھلاہٹ کی زیادتی الفاظ کی ترتیب میں حارج ہوئی اور وہ کچھ نہ بول سکا۔

جناب والا عمران کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ اگر آپ کو یہی کرنا تھا تو معاملے کو کیوں آگے بڑھایا تھا۔ سر سلطان سے مدد حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔

محض اسی لئے کہ پوری تحقیق کئے بغیر اس معاملے کو پولیس کے ہاتھ میں نہیں دینا چاہتا تھا۔

آپ سچ مچ گوتم بدھ ہیں۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ لیکن جب تک آپ کسی پر شبہ نہ ظاہر کریں گے میں کچھ نہیں کر سکتا۔

میرے کچھ اصول ہیں ان پر سختی سے کاربند ہوں۔ سردار داراب نے کچھ دیر بعد کہا۔

پھر میں کیا کروں۔۔۔ آپ ہی کچھ بتائیے۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا

بولا۔

بچھو رکھنے والے کو تلاش کرو۔

میرے خیال سے ایک طریقہ بہترین رہے گا۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلا کر کہا۔

کیا۔

میں ایک اشتہار شائع کرا دوں۔۔۔ کہ جس بھی سگار کیس میں بچھو رکھے تھے دوبارہ کوشش کرے۔۔۔ پہلا انعام مبلغ پانچ سو روپے۔۔۔۔۔۔۔ دوسرا انعام۔۔۔ ڈھائی سو۔۔۔۔۔ تیسرا انعام

پونے ایک سو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سب سے زیادہ حل بھیجنے پر چوتھا انعام مبلغ۔۔۔

لیکن جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی سردار داراب کمرے سے نکل گیا۔

دوپہر کے کھانے کی میز پر سردار داراب سے دوبارہ ملاقات یقینی تھی۔ عمران سمجھا تھا کہ میز پر تنہا ہو گا لیکن وہاں اسے کئی افراد نظر آئے تھے۔ شاہدہ اس کی سہیلی بلقیس اور وہ بوڑھا جو پچھلی شام سردار داراب کے ساتھ تھا۔ عمران کو دیکھ کر دونوں لڑکیاں مسکرائیں اور ان کی آنکھوں سے شرارت جھانکنے لگی۔

سردار داراب نے صرف ایک بار سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

کھانا نہایت خاموشی کے ساتھ ختم ہوا۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے ان میں سے کسی کو بھی بولتے نہیں سنا تھا۔۔۔۔۔۔۔ کھانے کے بعد سردار داراب اٹھ گیا۔۔۔ اور دوسرا بوڑھا بھی

اس کے ساتھ ہی ڈائینگ روم سے چلا گیا۔ ۔ بلقیس اور شاہدہ بیٹھی رہیں۔

اچانک عمران نے شاہدہ کو مخاطب کیا۔ سردار داراب آپ کے کون ہیں۔

آپ سے مطلب۔ بلقیس بول پڑی۔

جب میں آپ سے گفتگو شروع کروں تب مطلب پوچھئے گا۔

اس جواب پر شاہدہ بھنا گئی اور تلخ لہجے میں بولی۔ میں آپ کا جغرافیہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔

جغرافیہ کے چند موٹے موٹے اصول یاد رکھئے تو یہ دشواری کبھی نہ پیش آئیے۔ عمران نے ہمہ تن خوش اخلاق بنتے ہوئے کہا۔ میں چونکہ خط استوا سے کافی فاصلہ پر واقع ہوا ہوں اس لئے سال بھر ٹھنڈا رہتا ہوں۔ ۔ ۔ ۔ اور میری اپر چیمبر چونکہ سطح سمندر سے زیادہ اونچی نہیں ہے اس لئے وہاں برف جمنے کا امکان کم رہتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ باپ موجود ہے لیکن صورت سے آپ کو یتیم معلوم ہوتا ہوں گا۔ ویسے میں اتنا کام چور ہوں کہ مجھے حقیقتاً بحرالکاہل میں واقع ہونا چاہیئے تھا۔ اب آپ بتایئے کہ ڈول ڈرم کسے کہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ بلقیس منہ دبائے ہنسی روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ شاہدہ کے ہونٹوں پر کبھی ایک بے ساختہ قسم کی مسکراہٹ نظر آتی۔ ۔ ۔ اور کبھی پیشانی پر سلوٹیں پڑ جاتیں۔

عمران خاموش ہو کر احمقانہ انداز میں انہیں گھورتا رہا پھر بولا۔ میں ایک پرائیویٹ سراغرساں ہوں۔

ہائیں۔ دونوں کی زبان سے یک بیک نکلا اور ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

کیوں۔ ۔ ۔ ۔ کیا پرائیویٹ سراغرساں ہونا بری بات ہے۔ عمران مسکرا کر بولا۔ لیکن پھر بھی لڑکیوں سے کوئی جواب نہ ملا۔ چند لمحے جواب کا انتظار کر کے عمران پھر بولا۔

میرا خیال ہے کہ سردار کے علاوہ صرف آپ دونوں اس واقعہ سے واقف ہیں۔

کس واقعہ سے۔ شاہدہ نے پوچھا۔

پچھوؤں والا واقعہ۔

جی ہاں۔ ۔ ۔ ۔ ہم دونوں۔ ۔ ۔ ۔ کیوں۔ بلقیس بولی۔

میرا خیال ہے کہ آپ دونوں کو سردار داراب سے ہمدردی بھی ہو گی۔ ۔ ۔

آپ اس گفتگو کا مقصد بیان کیجئے۔ شاہدہ نے کہا۔

گفتگو ختم ہو جانے کے بعد۔ ۔ ۔ ۔ فی الحال اگر آپ میں سے کوئی ایک صاحبہ میرے سوالات کا وجاب دیتی رہیں تو میں مشکور ہوں گا۔

لیکن آپ کو مشکور ہونے کی تکلیف کیوں دی جایئے۔

کیونکہ سردار داراب کی زندگی خطرے میں ہے۔

کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شاہدہ بے ساختہ اچھل پڑی۔

جی ہاں عمران مغموم انداز میں سر ہلا کر بولا۔ میں غلط نہیں کہہ رہا۔

ابھی تک آپ کی کوئی بات ہی سمجھ میں نہیں آئی۔ بلقیس نے کہا۔ غلط یا صحیح تو بعد کی باتیں

ہیں۔

میرا مطلب یہ ہے کہ سردار داراب سے کوئی بات معلوم کرلینا آسان کام نہیں ہے۔۔۔ویسے یہ دوسرے صاحب کون تھے۔

لیموں نچوڑ۔۔۔۔۔ہاں میں ہاں ملانے والے۔ بلقیس نے جواب دیا۔

یعنی وہ سردار صاحب کے کوئی عزیز نہیں ہیں۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خیر ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ سردار صاحب سے کچھ معلوم کرلینا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسے مواقع پر اس قسم کی عادتیں مہلک ثابت ہوتی ہیں۔

میں نہیں سمجھی۔ شاہدہ بولی۔

سردار داراب کسی پر شبہ ظاہر کرنے کے لئے تیار نہیں۔

آہا۔۔۔ٹھیک ہے۔ شاہدہ نے سر ہلا کر کہا۔ بابا اپنے اس اصول پر سختی سے کاربند ہیں کہ جب شبہ یقین کی حد تک بڑھ جائے اسی صورت میں شبہے کا اظہار کیا جائے ورنہ نہیں۔

اور اگر یقین آنے سے قبل ہی ان کی گردن کٹ جائے تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا بیکار کی باتیں کررہے ہیں آپ۔ شاہدہ بگڑ گئی۔

میں بیکار کی باتیں نہیں کررہا۔۔۔۔۔آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کس پر شبہ کر رہی ہیں۔

میں کس پر شبہ کروں گی جب کہ اس حرکت کا مطلب ہی نہیں سمجھ سکی۔

پھر کسی نے مذاقاً ایسی حرکت کی ہوگی۔۔۔

کس کی مجال ہے جو بابا سے اس قسم کا مذاق کر سکے۔

پھر یہ چیز حیرت انگیز ہے یا نہیں

سو فیصدی حیرت انگیز ہے۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔

مگر کیا۔۔۔عمران اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔

اوہ۔۔۔یونہی زبان سے نکل گیا تھا۔ میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتی تھی۔

ڈاکٹر نجیب سے آپ کا رشتہ ہے۔۔

وہ میرے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔تو آپ سردار صاحب کی پوتی ہیں۔ حالانکہ یہ لفظ مجھے قطعی ناپسند ہے۔۔۔پوتی۔۔۔۔۔۔۔لاحول ولا قوۃ۔۔۔آپ اتنی شاندار لڑکی۔۔۔۔۔۔۔اور پوتی۔۔۔۔۔۔کیا تک ہے۔۔۔پوتی۔۔۔کتنی بار لاحول پڑھوں۔۔۔۔۔۔خیر لاحول ٹو دی پاور ٹو ہنڈریڈ۔۔۔

آپ کیوں بے تکی بکواس کررہے ہیں۔ آپ سراغرساں تو کیا محکمہ سراغرسانی کے چپراسی بھی نہیں معلوم ہوتے۔

اے کیا بات کرتی ہیں آپ۔ عمران نے غصیلی آواز میں کہا میں شرلاک ہومز ہوں۔۔۔

دونوں لڑکیاں مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسنے لگیں۔

آپ لوگوں کو پچھتانا پڑے گا۔۔۔ عمران میز پر گھونسہ مار کر بولا۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ڈاکٹر واٹسن نے ایک یتیم خانہ کھول لیا ہے۔ ورنہ بتاتا آپ کو۔

آپ نہیں داخل ہوئے اس یتیم خانے میں۔ بلقیس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میرے والد صاحب ابھی زندہ ہیں۔ عمران اکڑ کر بولا۔

اس کے باوجود بھی آپ یتیم یتیم سے نظر آتے ہیں۔

محض اس لئے کہ آپ جیسی لڑکیوں کو مجھ پر رحم آئے۔۔۔۔۔۔

بنا کر یتیموں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

بلقیس پھر ہنس پڑی لیکن شاہدہ یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگی تھی۔۔۔ اس نے بلقیس کی طرف دیکھ کر کہا۔ تم میرے کمرے میں جاؤ۔۔۔ اور وہیں میرا انتظار کرو۔ میں ان سے کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔

واہ بھئی۔ بلقیس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ میں جا رہی ہوں لیکن واپسی پر اگر میں نے تمہارا کوئی اسکریو ڈھیلا پایا تو اپنا سر پیٹ لوں گی۔۔۔ یہ حضرت پچاس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دماغ چاٹتے ہیں۔

جی ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔ جی ہاں۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ بس آپ تشریف لے جائیے۔

بلقیس معنی خیز انداز میں سر ہلاتی ہوئی چلی گئی۔

چند لمحے خاموشی رہی پھر شاہدہ بولی۔ کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں کہ آپ سراغرساں ہیں۔

میں کیا بتاؤں۔۔۔ دنیا کی کوئی یونیورسٹی سنجیدگی کا سرٹیفکیٹ نہیں دیتی ورنہ ایک حاصل کر کے گلے میں لٹکا لیتا۔

بابا سے آپ کو کچھ نہیں معلوم ہو سکے گا کیونکہ وہ اپنے اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔

کسی نہ کسی سے تو معلوم ہی ہونا چاہئے ورنہ بابا صاحب آپ کے اصولوں کی بارات سجائے ہوئے قبرستان کا راستہ لیں گے۔۔۔ اوہ آپ کو برا نہ ماننا چاہئے میں حقیقت عرض کر رہا ہوں۔

میں سمجھتی ہوں۔ اس نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ اور اسی لئے مجھے جو کچھ بھی معلوم ہے آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتی ہوں۔ بابا تو یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ آپ سراغرساں ہیں اس لئے خود ہی سب کچھ معلوم کر لیں گے۔ ان کے ذہن میں دراصل جاسوسی ناولوں کے سراغرساں ہیں جو آنکھ بند کر کے گھر بیٹھے ملزم کا پتہ نشان بتا دیتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر خیر میں

ہر وقت ہر قسم کی مدد کے لئے حاضر ہوں۔۔

آپ کا بہت بہت شکریہ۔ عمران مسکرا کر بولا۔

آپ ان کے متعلق کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔

یہی کہ ان کے سگار کیس میں بچھو کیوں رکھے گئے تھے۔

اگر میں یہ بتا دوں تو پھر آپ کہاں کے سراغرساں۔۔۔۔۔۔۔ اگر یہی معلوم ہوتا تو ہم مجرم کو

کو نہ پکڑ لیتے۔

دیکھئیے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا وہ بچھو سردار کی زندگی کا خاتمہ کر سکتے تھے۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ پانچ یا پچاس بچھو اگر بیک وقت ڈنک مارتے تو ان کا خاتمہ ہو جانا مشکل ہی تھا۔۔۔ پھر بچھوؤں کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

آپ بتائیے۔

میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ کیا ان کے داہنے ہاتھ میں ورم آ جانے سے کوئی اہم کام رک سکتا تھا۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔ اب آپ سراغرسانوں کے سے سوالات کر رہے ہیں۔ پھر آپ اتنے احمق کیوں نظر آتے ہیں۔

یقین کیجیے میں فی الحال شادی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اس لئے میرے احمق نظر آنے

پر آپ کو کوئی دلچسپی نہ ہونی چاہیئے۔

آپ بدتمیز ہیں۔۔۔

جی ہاں مجھے یہ بھی تسلیم ہے لیکن فی الحال آپ اپنے بابا کی زندگی محفوظ رکھنے میں میرا ہاتھ بٹائیے۔۔۔

میں نہیں سمجھ سکتی کیا بتاؤں۔۔۔

وہ اپنی زمینوں کے متعلق ایک غیر ملکی کمپنی سے کوئی معاہدہ کرنے والے تھے۔

جی ہاں۔۔۔۔۔۔ معاہدے پر ان کے دستخط ہونے باقی ہیں۔

لیکن۔۔۔۔۔ عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ اگر وہ آج اس معاہدے پر دستخط نہیں کر سکتے تو ایک ماہ بعد انہیں کون روک سکے گا۔۔۔۔۔۔ یعنی اگر ان کے داہنے ہاتھ میں بچھو ڈنک مار بھی دیتے تو ان کا ہاتھ کچھ دنوں کے لئے بیکار بھی ہو جاتا تو اس سے فرق ہی کیا پڑتا۔۔۔۔۔۔۔ وہ کمپنی کہیں بھاگ تو نہ جاتی اور نہ معاہدہ۔۔۔ دستخط کچھ دنوں بعد بھی ہو جاتے۔۔۔۔۔۔۔ آپ سمجھتی ہیں نا۔

جی ہاں میں سمجھتی ہوں۔

پھر بتائیے۔۔۔۔۔ بچھوؤں کا مقصد۔

میں کیا بتاؤں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ خود معلوم کیجئے۔

یعنی اب آپ مجھے بھی جاسوسی ناولوں کا سراغرساں بنانا چاہتی ہیں۔ یعنی میں اپنے

کمرے میں بیٹھے بیٹھے ڈاکٹر واٹسن کو پکار کر کہوں ذرا الماری سے وہ کتاب تو نکالنا جو گدھے کی کھال پر لکھی گئی تھی۔۔۔۔۔۔اور اس پر گینڈے کی کھال کی جلد ہے۔۔۔۔۔۔اور میں وہ کتاب منگوا کر اس میں پچھوؤں کی اقسام کے متعلق پیارے ڈاکٹر واٹسن کو تین چار پیراگراف سنا کر بور کروں اور پھر یہ

ثابت کروں کہ یہ پچھو سوفیصدی نقلی ہیں۔ پھر واٹسن میرا عزیز اسی قسم کے اصلی بچھوں کی تلاش میں نکل جائے۔۔۔۔۔۔۔اور دن بھر مارتا پھرے ادھر ادھر جھک اور واپس آئے شام کو اس کے ساتھ کہ وہ نقلی پچھو بھی نہیں تھے۔۔۔۔یعنی سرے سے بچھو ہی نہیں تھے۔۔۔۔بلکہ کیڑے کی ایک کمیاب نسل کیکڑی کم ڈب ڈب کے چند آوارہ افراد۔۔۔۔۔۔ہپ۔۔۔۔۔۔۔

شاہدہ ہنس رہی تھی۔۔۔۔۔عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ مگر ڈاکٹر واٹسن آج کل ایک یتیم خانہ چلا رہا ہے۔۔۔ اس لئے میں اپنی اسکیم کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا۔

آپ بابا سے کیوں نہیں پوچھتے۔۔۔

کیا پوچھوں۔۔۔

یہی کہ کیا اس معاہدے سے بھی زیادہ اہم کوئی چیز تھی۔

آپ ہی بتا دیجئے نا۔۔۔۔۔۔۔بابا تو۔۔۔۔۔۔۔۔

دفعتاً ایک نوکر نے ڈائیننگ ہال میں آ کر عمران کو اطلاع دی کہ سردار داراب لائبریری

میں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔

پھر سہی۔ عمران شاہدہ کی طرف دیکھ کر سر ہلاتا ہوا مسکرایا۔

پھر وہ لائبریری میں آیا۔۔۔۔۔۔سردار داراب ٹہل رہا تھا اسے دیکھ کر رک گیا۔ چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر مکا لہراتا ہوا بولا میں تم سے انتقام لوں گا۔۔۔۔تمہاری بدتمیزی کا انتقام۔۔ تمہیں بھاگنے کا راستہ نہ ملے گا۔۔۔۔۔۔بس اب جاؤ۔۔۔۔۔۔۔میں نے یہی کہنے کے لئے بلایا تھا۔۔۔

عمران شام تک داراب کیسل کی کمپاؤنڈ میں جھک مارا مارا پھرتا رہا۔۔۔۔بوڑھا داراب حقیقتاً اس کے لئے معمہ بن کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کس طرح راہ پر لائے۔۔۔۔۔۔۔شاہدہ کی گفتگو نے اسے الجھن میں ڈال دیا تھا۔ اس معاہدے سے زیادہ اہم کیا چیز تھی جس نے کسی کو داراب کا ہاتھ بیکار کر دینے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔لیکن اگر اس کا ہاتھ وقتی طور پر بیکار ہی ہو جاتا تو اس سے اس نامعلوم آدمی کو کیا فائدہ پہنچتا۔۔۔۔۔۔۔۔اگر وقتی طور پر داراب معاہدے پر دستخط نہ کر سکتا تو کیا ہاتھ اچھا ہو جانے سے یہی کام نہ ہو سکتا۔۔۔۔۔۔اب سوال صرف یہ رہ جاتا تھا کہ کیا معاہدے کی تکمیل میں دیر ہو جانے پر بھی کسی کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا تھا۔۔۔۔۔۔عمران نے اس کے امکانات کا بھی جائزہ لیا۔۔۔لیکن یہ خیال بے وزن ثابت ہوا۔۔۔۔۔معاہدے کی تکمیل میں دیر

ہوجانے سے حالات میں کوئی خاص فرق نہیں پڑسکتا تھا۔ عمران کی تفتیش کا ماحصل صرف یہی تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ بات کچھ بھی ہو۔ سردار داراب اسے اپنی زبان سے نہیں دہرانا چاہتا۔۔۔ شاہدہ کے متعلق بھی اس کا یہی اندازہ تھا اس نے ایک بار ڈاکٹر نجیب کے سامنے بھی یہی تذکرہ چھیڑا۔۔۔ لیکن اس نے لاعلمی ظاہر کی۔۔۔۔۔۔ اسے تو معاہدے کے متعلق بھی علم نہیں تھا۔ وہ تو چوبیسوں گھنٹے پلاسٹک سرجری میں غرق رہتا تھا۔ عمران بہت جلدی اس کی باتوں سے اکتا گیا۔ کیونکہ اس نے اس فن کے مستقبل پر روشنی ڈالنی شروع کردی تھی۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ وہ گرلز کالج کی کئی بدصورت لڑکیوں کو پلاسٹک سرجری کے ذریعہ خوبصورت بنانے کی پیشکش کر چکا ہے۔ لیکن اس کے اپنے خیال کے مطابق مشرقی لڑکیاں بڑی بیجس واقع ہوئی تھیں کیونکہ انہوں نے اس کی پیشکش کو ٹھکرادیا تھا انہیں اپنی بدصورتی کا غم ہی نہیں تھا۔۔۔ ڈاکٹر نجیب نے اس پر بڑی حیرت ظاہر کی۔

بہرحال عمران نے اس سے جلدی ہی پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ وہ تھکا ہارا عمارت میں داخل ہوا۔۔۔۔۔۔ برآمدے میں کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے ایک نوکر نے اطلاع دی کہ سردار داراب بہت دیر سے اس کا منتظر ہے۔

وہ ڈائننگ ہال میں شام کی چائے پی رہا تھا۔

عمران چپ چاپ جا کر بیٹھ گیا۔۔۔ بلقیس نے چائے بنا کر پیالی اس کی طرف بڑھائی۔۔۔ اور شاہدہ نے داراب سے کہا۔ آپ بولیں گے ڈبیٹ میں۔۔۔۔۔۔

اوہو۔۔ کیوں نہیں۔۔۔۔۔ میں ڈبیٹ کی صدارت کروں گا۔ ایسی صورت میں مجھے کچھ نہ کچھ بولنا ہی پڑے گا۔

پھر شاہدہ نے عمران سے کہا۔ آج کالج میں مباحثہ ہے۔ موضوع ایسا ہے کہ بڑی شاندار تقریریں ہونگی۔

کیا موضوع ہے۔ عمران نے پوچھا۔

عورتیں مردوں سے برتر ہیں۔۔۔۔۔۔ داراب اپنی پھٹی ہوئی آواز میں غرایا۔

بیشک بیشک۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ بلکہ سبحان اللہ۔۔۔۔۔ بہترین موضوع ہے۔

تم بھی چلو گے۔۔۔ داراب نے پوچھا۔

ضرور۔۔۔۔۔ ضرور۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے خلوص سے کہا۔ لیکن میں اس موضوع کی مخالفت میں تقریر کرنے والوں یا والیوں کو ہوٹ کرنے پر مجبور ہوجاؤں گا۔ میں اسے برداشت ہی نہیں کرسکتا کہ عورتوں پر مردوں کی برتری ثابت کی جائے۔

مخالفت میں یقیناً تقریریں ہوں گی۔ مباحثے کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے۔ شاہدہ نے کہا۔

تب میں یقیناً ہوٹ کروں گا۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

چائے ختم کرنے کے بعد وہ اٹھ گئے۔ عمران نے بہت چاہا کہ وہ مباحثے وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنے پائے لیکن سردار داراب نے اسے مجبور کردیا۔

اس نے کہا۔ اس سے بہتر موقع اور کون سا ہوگا میں تمہیں اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے روشناس کراؤں گا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اسی حیثیت سے متعارف ہو گے اور پھر تمہیں کام کرنے میں آسانی ہوگی۔ ابھی داراب کیسل کے بہت کم لوگ تم سے متعارف ہوئے ہیں۔

تو آپ دوسروں پر یہی ظاہر کرتے رہے ہیں کہ میں آپ کا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔

قطعی۔۔۔قطعی۔۔۔۔۔۔۔ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ تم پرائیویٹ سراغرساں ہو تو تمہیں اپنے کام میں دشواریاں پیش آئیں گی۔

اگر آپ چاہیں تو منٹوں میں یہ مسلہ حل ہوسکتا ہے۔

کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نہیں سمجھا۔

میری دانست میں معاہدے کے علاوہ بھی کوئی اور کام ہوسکتا ہے جس کی تکمیل کسی کو ناگوار ہے۔

کیوں۔۔۔۔۔۔۔ یہ تم نے کیسے کہا۔

موتی سی بات ہے سردار صاحب۔ اگر وقتی طور پر معاہدے کی تکمیل نہ ہوسکے گو اس کا اثر اس معاہدے پر کیا پڑے گا۔ کیا وہ وقت گذر جانے پر معاہدے کی تکمیل نہ ہوسکے گی۔

دس سال بعد بھی ہوسکتی ہے۔ سردار داراب بولا۔

پھر اس معاہدے کو خارج از بحث سمجھئے۔

چلو سمجھ لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر۔۔

پھر کچھ دنوں کے لئے آپ کا ہاتھ بیکار ہوجانے سے کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

گڈ۔۔۔۔ سردار داراب چٹکی بجا کر بولا۔ ویری گڈ مجھے توقع ہے کہ تم بہت جلد معاملات کی تہہ تک پہنچ جاؤ گے۔ بس اب مباحثہ شروع ہونے میں تھوڑی ہی دیر رہ گئی ہے۔ ہمیں چلنا چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔۔ تم دیکھو شاہدہ تیار ہوگئی یا نہیں۔ وہ بہت اچھا بولتی ہے۔

عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا وہاں سے رخصت ہوگیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمران، سردار داراب، بلقیس اور شاہدہ کالج کی عمارت کی طرف جا رہے تھے۔

مباحثہ کالج کی لڑکیوں کے درمیان تھا۔ لیکن آدھا ہال مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں سردار گڈھ کے معززین بھی تھے اور داراب کیسل کے رہنے والے بھی۔

تقریریں شروع ہوئیں اور کافی دیر تک جاری رہیں۔ دس لڑکیوں نے حصہ لیا تھا۔ اخیر میں شاہدہ بولی۔ اس کی تقریر دوسری تقریروں پر بھاری رہی تھی۔ لیکن وہ انعامی مقابلے میں شریک نہیں تھی کیونکہ اس کا تعلق کالج سے نہیں تھا۔ اس کے بعد جج صاحبان فیصلہ کرنے کے لئے اٹھ گئے۔ پھر دفعتاً سردار داراب نے جو صدارت کر رہا تھا۔ اٹھ کر مجمع کو مخاطب کیا۔

خواتین و حضرات۔۔۔۔ جب تک جج صاحبان فیصلہ مرتب کریں۔ آپ اپنے ملک کی ایک عظیم ہستی جناب ڈاکٹر علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی آکسن سو موضوع کی موافقت میں ایک بصیرت افروز تقریر سنیئے۔۔۔۔۔۔۔ آپ سائنٹیفک طور پر یہ ثابت کریں گے کہ عورت

مرد سے برتر ہے۔۔۔۔۔ڈاکٹر صاحب سے استدعا ہے کہ ڈائیس پر تشریف لائیں۔۔۔

عمران کے ہاتھوں کے طوطے اڑنے ہی والے تھے کہ اس نے انہیں بڑی مشکل سے پکڑا اور اپنا سر کھجانے لگا۔ وہ حقیقتاً بوکھلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسے خواب میں بھی گمان نہیں ہوسکتا تھا کہ سردار داراب اس طرح اس کی ٹانگ لے گا۔۔۔۔۔۔۔آج دوپہر ہی کو اس نے اسے آگاہ کردیا تھا کہ وہ اس سے اس کی بدتمیزیوں کا انتقام لے گا۔ مگر وہ اسے مجذوب کی بڑ سمجھتا تھا۔۔۔۔۔اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اسے بھرے مجمع میں الو بنانے کی کوشش کرے گا۔۔۔۔۔۔۔عمران اور تقریر۔۔۔۔۔خدا کی پناہ۔۔۔اس کے پاس مواد بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔اگر اس نے تقریریں سنی ہوتیں تو انہیں کے سہارے کچھ نہ کچھ بولنے کی کوشش کرتا مگر وہ تو ذہنی طور پر قطعی غیر حاضر رہا تھا۔۔۔اسے بھلا عورتوں کی برتری سے کیا دلچسپی ہوسکتی تھی کہ دھیان دیکر تقریریں ہضم کرتا۔ سنجیدہ موضوعات اسے ہمیشہ کھلتے آئے تھے۔۔۔بہر حال وہ ایک ٹھنڈی سانس لیکر اپنی جگہ سے اٹھا۔ لوگ اس نئے آدمی کو دیکھنے کے لئے بے چین تھے۔ جیسے ہی عمران اٹھ کر ڈائیس کی طرف بڑھا۔ ہال میں تالیوں کا طوفان آ گیا۔

مائیک کے قریب پہنچ کر اس نے بڑی بے بسی سے گلا صاف کیا۔۔۔۔۔۔اور مردہ سی آواز میں بولا۔ خواتین وحضرات۔۔

ٹھیک اسی وقت اس کی شرارت آمیز ذہانت جاگ اٹھی۔۔۔۔۔۔۔وہ چہک کر بولا۔

دیکھئے مرد پر عورت کی برتری ثابت ہوگئی۔۔۔پہلے خواتین پھر حضرات۔۔۔۔۔۔۔جو لوگ موضوع کی مخالفت میں بولے ہیں انہوں نے بھی آپ کو اسی ترتیب سے مخاطب کیا تھا۔ خواتین وحضرات۔۔۔۔انہوں نے حضرات وخواتین نہیں کہا تھا۔۔۔۔۔۔یہ ہے سائنٹیفک ثبوت یعنی مرد کے تحت الشعور میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ عورت مرد سے برتر ہے۔۔۔اسی لئے وہ پہلے خواتین کو مخاطب کرتا

ہے۔۔۔۔۔پھر حضرات کو۔۔۔۔۔۔۔۔

اس پر بہت زور وشور سے تالیاں بجیں۔۔۔عمران نے مڑ کر سردار داراب کی طرف دیکھا اور بولا۔ جناب صدر وخواتین وحضرات۔۔۔۔عورت کو اللہ پاک نے مرد سے برتر بنایا ہے۔ اس کا کھلا ہوا ثبوت یہ ہے کہ اسے مردوں کے مقابلہ میں بہتیری سہولتیں نصیب ہیں۔ مثلاً اسے روزانہ صبح اٹھ مردوں کی طرح شیو نہیں کرنا پڑتی۔۔۔۔سبحان اللہ۔۔۔۔۔۔۔اس نے عورتوں کو فارغ البالی عطا کردی ہے اور جناب تیسرا سائنٹیفک ثبوت یہ ہے کہ مرد ایک اور ایک دو نہیں ہوسکتا مگر عورت ایک اور ایک تین ہوجاتی ہے۔۔۔چار اور ہوجاتی ہیں۔۔۔۔پانچ ہوجاتی ہیں اور علی ہذالقیاس سمندر پار تو ایک درجن اور ڈیڑھ درجن ہوجانے والی عورتوں کو انعامات ملتے ہیں۔ خطابات ملتے ہیں۔۔۔اس لئے جناب۔۔۔۔عورت مرد سے برتر ہے۔۔۔

ہال میں بیٹھی ہوئی عورتیں اور لڑکیاں بغلیں جھانکنے لگیں۔۔۔۔۔۔مرد قہقہوں پر قہقہے لگا

رہے تھے۔۔۔دوسری طرف سردار داراب کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا۔

عمران نے شور ختم ہو جانے پر ہانک لگائی۔ برتر وہی ہے جو بیوقوف ہے۔ جتنا بیوقوف اتنا ہی برتر۔۔۔۔۔۔پہلے مرد عورت پر حکومت کرتا تھا۔۔۔۔۔۔طاقت سے۔۔۔اب بیوقوف یعنی برتر بنا کر حکومت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔برتر بنا کر حکومت کرنے میں اسے دوہرا فائدہ ہے۔۔۔یعنی عورت پر دوہری ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں۔۔۔۔وہ خود انہیں اپنے دوش بدوش کام کرنے کا موقع دیتا ہے۔۔۔۔رہ گئے چار دیواروں والے فرائض تو عورتیں انہیں عادتاً انجام دیتی ہے۔۔۔۔۔یعنی مرد عورتوں کے دعش بدوش بچوں کو دودھ نہیں پلاتا۔۔۔عورتوں کے دوش بدوش باورچی خانے میں جھک نہیں مارتا۔۔۔عورتوں کے دوش بدوش گھر کی صفائی نہیں کرتا۔۔۔۔بچوں کے کپڑے نہیں دھوتا۔۔۔۔اس وقت وہ پلنگ پر لیٹ کر چین کی ہنسی بجاتا ہے یا دوستوں کو سمیٹ کر تاش کھیلنے لگتا ہے۔۔۔۔سبحان اللہ۔۔۔۔عورت اسی لئے مرد سے برتر ہے کہ اس نے دوہری ذمہ داریاں سمیٹ رکھی ہیں۔۔۔۔یہی وجہ ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں نہ تو گنجی ہوتی ہیں اور نہ تو ندیں رکھتی ہیں۔۔۔۔سبحان اللہ۔۔۔۔۔۔بلکہ ماشائاللہ۔۔۔

اس بار بہت زور شور سے تالیاں بجیں۔۔۔۔مجمع سے کچھ جھلائے ہوئے لوگ بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ کے نعرے بھی لگا رہے تھے۔ اتنی دیر میں جج صاحبان فیصلہ مرتب کرکے اپنی جگہوں پر واپس اگئے۔۔۔۔سردار داراب بہت زیادہ بے چین نظر آرہا تھا۔ یک بیک وہ

اٹھ کر مائیک میں بولا۔ خواتین و حضرات۔۔۔۔۔ڈاکٹر صاحب اس وقت مزاح کے موڈ میں تھے۔ بہرحال انہوں نے آپ کو فیصلے کے انتظار میں بور ہونے سے بچا لیا۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے شکر گزار ہیں۔ اب

آپ معزز جج صاحبان کا فیصلہ سنیئے۔۔۔

نہیں پہلے صدارتی تقریر۔۔۔کسی نے مجمع سے ہانک لگائی۔۔۔۔۔عمران اتنی دیر میں اپنی جگہ پر واپس جا چکا تھا۔

صدارتی تقریر۔۔۔سردار داراب نے کہا۔ صدارتی تقریر کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔۔کیونکہ صدر کے لئے کوئی انعام ہی نہیں رکھا گیا۔۔۔۔۔اور پھر صدر کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ موضوع کی مخالفت یا مواقفت کرے۔۔۔۔۔بوڑھا صدر اپنے پچھتر سالہ تجربات کی بناء پر صرف یہ کہہ سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے برتر نہیں ہے۔۔۔عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں۔۔۔اور بس۔۔۔۔۔ہاں اب فیصلہ سنیئے۔۔۔

اس کے بعد اس نے اول دوئم اور سوئم آئی ہوئی لڑکیوں کے ناموں کا اعلان کیا۔

واپسی پر سردار داراب عمران پر بری طرح برس رہا تھا۔ بلقیس اور شاہدہ ہنس رہی تھیں۔

ارے جناب۔ آپ نے کون سی بھلائی کی تھی میرے ساتھ۔ عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ اب میں سوچتا ہوں کہ مجھ پر ہارٹ اٹیک کیوں نہیں ہوا۔

تمہاری وجہ سے میری بڑی بے عزتی ہوئی۔

اور آپ کی وجہ سے میرا ہارٹ فیل ہوگیا ہوتا تو میں کس سے شکایت کرتا۔ خدا کی پناہ زبانی بولنا۔۔۔۔۔۔ یہ حادثہ بھی میرے لئے یادگار رہے گا۔ مجھے حیرت ہے کہ حاضرین نے میرے آٹوگراف کیوں نہیں لیئے۔۔۔۔۔۔

میں بھی اس تجویز سے متفق ہوں۔ شاہدہ نے کہا۔ میں سوچ رہی ہوں کہ آپ کو کیسل کے میوزیم کے لئے اسپرٹ میں محفوظ کرلیا جائے۔ بلقیس بول پڑی۔ دفعتاً وہ سب چلتے چلتے رک گئے قریب ہی کہیں سے کچھ اس قسم کی آوازیں آرہی تھیں جیسے کوئی بند دروازہ ہلایا جارہا ہو۔

ارے۔۔۔ یہ ہم کدھر آ گئے۔ شاہدہ نے خوفزدہ آواز میں کہا۔

اوہ۔۔۔ سب بکواس ہے۔۔۔۔۔۔ سردار داراب کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کوئی بے ہودہ آدمی ہم سب کو ہراساں کرنا چاہتا ہے۔ میں کسی دن اسے گولی۔۔۔ ماردوں گا۔

کیا قصہ ہے۔ عمران نے شاہدہ سے پوچھا۔

لوہے والا پھاٹک۔ شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ وہ آسیب زدہ ہے۔ پھر وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھ کر سردار داراب کے قریب پہنچ گئی۔ بلقیس نے بھی قدم بڑھائے اور عمران رودینے والی آواز میں بولا۔۔۔۔۔۔ ارے تو تم لوگ مجھے کیوں موت کے منہ میں چھوڑے جارہے ہو۔

وہ تینوں پھر رک گئے اور عمران تقریباً دوڑتا ہوا ان کے پاس جا پہنچا۔ آوازیں اب بھی آرہی تھیں۔ لیکن اب ان کے ساتھ ہی ساتھ کسی بھیڑیئے کے بولنے کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

تم لوگ خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بناتے ہو۔ سردار داراب بولا۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں کسی طرح کوئی بھیڑیا پہنچ گیا ہو۔

مگر بابا۔ دروازہ کوئی آدمی ہی ہلاتا ہے۔ شاہدہ بولی۔

کل بھی میں نے اسے کھلوا کر دیکھا تھا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔

آپ اندر کب گئے تھے۔ آپ تو پھاٹک ہی پر کھڑے رہے تھے۔

وہاں اس ویرانے میں گھس کر اپنے کپڑے خراب کرتا۔ کیوں۔

کسی اور کو اندر بھیجنا چاہیئے تھا۔

سبھی کم بخت اسے آسیب زدہ سمجھتے ہیں۔ جاتا کون۔

یہ کیا قصہ ہے جناب۔ عمران نے پوچھا۔

انہیں لوگوں سے پوچھنا۔ سردار داراب نے بیزاری سے کہا۔ مجھے اس قصے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

خیر۔۔۔ نہ بتایئے۔۔۔۔۔۔ آپ نے مجھے کچھ نہ بتانے کی قسم کھا رکھی ہے۔۔۔ گویا۔۔۔

کوئی کچھ نہ بولا۔ پھر وہ جلد ہی رہائشی عمارت میں پہنچ گئے۔ سردار داراب تو اپنی خوابگاہ میں لباس تبدیل کرنے چلا گیا اور وہ تینوں ڈائننگ روم میں آ بیٹھے۔

آپ کی تقریر بالکل چوپٹ تھی۔ عمران نے شاہدہ سے کہا۔

شکریہ۔ شاہدہ نے جواب دیا۔ آپ سے تعریف کرنے کو کس نے کہا تھا۔

کوئی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہ لوہے والا پھاٹک کیا بلا ہے۔

ایک عمارت کا پھاٹک جو استعمال میں نہیں ہے۔ اس کے صحن میں اچھا خاصا جنگل اگ آیا ہے۔ ادھر پچھلے پندرہ دنوں سے وہاں سے عجیب قسم کی آوازیں آنے لگی ہیں۔ رات گئے لوہے کا پھاٹک اس طرح ہلنے لگتا ہے جیسے کوئی آدمی اسے ہلا رہا ہو۔

اس لئے وہ آسیب زدہ قرار دیا گیا ہے۔

پھر آپ اور کیا کہیں گے۔

مجھے کیا پڑی ہے کہ کچھ کہوں۔ ہوگا آسیب ہی ہوگا۔۔۔۔۔ مگر اتنا یاد رکھو کہ یہاں کوئی بہت بڑی واردات ہونے والی ہے۔ سردار داراب اپنی دھن میں ہیں لیکن انہیں پچھتانے کا موقع نہ مل سکے گا۔

کیا مطلب

مطلب بتانے سے پہلے میں پھر انہیں سوالات پر زور دوں گا جو میں نے آج دوپہر کو کئے تھے۔

شاہدہ کچھ نہ بولی۔ اس نے اپنے ہونٹ مضبوطی سے بند کر لئے تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے خدشہ ہو کہ کہیں زبان سے کوئی بات نکل ہی نہ جائے۔ عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد سردار داراب بھی لباس تبدیل کر کے رات کے کھانے کے لئے وہیں آ گیا۔ عمران اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار دیکھ رہا تھا۔ کھانے کے دوران میں خاموشی ہی رہی۔ شاید وہ بلقیس کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے۔ غالباً بلقیس نے بھی محسوس کر لیا تھا لہذا وہ کھانے کے بعد وہاں نہیں ٹھہری۔

بابا۔ شاہدہ نے اسے مخاطب کیا۔ یہ کہتے ہیں کہ معاہدے کے علاوہ کوئی دوسرا معاملہ بھی ہو سکتا ہے۔

ہاں مجھے بھی معلوم ہے۔

تو کیا آپ انہیں دوسرے معاملے کے متعلق نہیں بتائیں گے۔

کیسا دوسرا معاملہ۔ سردار داراب اسے گھورنے لگا۔ پھر بولا۔ اگر تم کسی دوسرے معاملے سے واقف ہو تو ضرور بتا دو

میں آپ کے کسی معاملے سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس معاملے میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہتی۔

نہ یہ اپنی زبان سے کچھ کہنا چاہتے ہیں اور نہ آپ۔ عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا۔ میرے خیال سے آپ دونوں اپنی زبانوں کا بیمہ کرا لیجئے تا کہ اگر کچھ کہتے وقت آپ کی

زبانوں کے چیتھڑے اڑ جائیں تو نقصان کی ذمہ داری بیمہ کمپنی پر عائد ہو۔

تم الو ہو۔ سردار داراب نے کہا اور اٹھ کر چلا گیا۔ عمران اور شاہدہ تنہا رہ گئے۔

اگر اب الو بولنا شروع کرے گا تو یہ عمارت ویران ہو جائے گی۔۔۔۔ عمران الوؤں کی طرح دیدے نچا کر بولا۔

سنیئے عمران صاحب۔۔۔۔۔۔۔

سنائیے شاہدہ صاحبہ۔۔۔۔ ورنہ اگر میں پاگل نہ ہوا تب بھی اپنے کپڑے چیر پھاڑ کر جنگل کی راہ لوں گا۔

آپ بولتے بہت ہیں۔

خیر اب نہ بولوں گا۔ لیکن میں جس کام کے لئے آیا ہوں۔

ٹھہریئے۔۔۔۔۔۔ میں بتاتی ہوں۔۔۔۔۔ بابا اس دن شام کو ایک وصیت نامے پر دستخط کرنے والے تھے۔

ہا۔۔۔۔۔۔ ہمپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور کسی کو علم نہیں کہ انہوں نے کس قسم کی وصیت مرتب کی ہے۔

آپ بھی نہیں جانتیں۔

نہیں۔۔۔۔۔۔ میں بھی نہیں جانتی۔

پھر آپ نے اسے چھپانے کی کوشش کیوں کی تھی۔

سنیئے۔۔۔۔۔۔۔۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ اپنی زبان سے کچھ کہوں۔ بابا کے سارے عزیز مجھ سے محض اس بناء پر جلتے ہیں کہ بابا کو میں بہت عزیز ہوں۔ وہ جہاں بھی رہتے ہیں صرف مجھے اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ بابا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے وہ وصیت تمہارے ہی حق میں کی ہوگی۔

خدا جانے۔۔۔۔۔۔ میں یہ جاننا ہی نہیں چاہتی اور نہ یہ چاہتی کہ بابا میرے حق میں کوئی وصیت کریں۔ میں دوسرے حقداروں کو مایوس نہیں دیکھنا چاہتی۔

آپ یہ اس لئے کہہ رہی ہیں کہ آپ پر کوئی حرف نہ آئیے۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ اور شاہدہ بری طرح بھڑک اٹھی۔ اس نے چیلنج دیکر کہا۔ اسی لئے میں اپنی زبان سے اس کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

مگر اب مجبوری ہے۔ عمران مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔ اب تو کر ہی چکی ہو تذکرہ۔

مجھے صرف بابا عزیز ہیں۔۔۔۔۔۔ میں ان کے لئے مر بھی سکتی ہیں۔۔۔۔ مجھے ان کی دولت کی پرواہ نہیں ہے۔ اگر وہ مفلس آدمی ہوتے تو بھی میں ان سے اسی طرح محبت کرتی۔ کیونکہ ان کی روح تو مفلسی میں بھی اتنی ہی عظیم ہوتی۔

یہ عظیم روح کیا چیز ہے۔ عمران نے حیرت سے کہا۔ میں نے عظیم الدین سنا ہے۔۔۔۔ عظیم اللہ سنا ہے۔ مرزا عظیم بیگ چغتائی مرحوم سنا ہے لیکن یہ عظیم روح۔۔

آپ کریک ہیں۔۔۔

بیشک ہوں۔۔۔۔۔مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عظیم۔۔۔۔۔۔۔۔خیر چھوڑیئے۔ ہاں تو ذرا بابا کے ایسے اعزاز کی فہرست بھی مرتب کر دیجئے جنہیں کسی وصیت نامے سے دلچسپی ہو سکے۔

اب اس سے مجھے معاف ہی رکھیئے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بچھو آپ ہی نے رکھے تھے۔

آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں اگر آپکو حالات کا علم ہو جائے۔

ہو جائے علم۔ میں ہرگز نہیں کہوں گا۔

سگار کا ڈبہ میں ہی بابا کی خوابگاہ سے اٹھا کر لائی تھی۔ انہوں نے خود نکالنے کی بجائے مجھ سے کہا تھا کہ میں ان کے لئے ایک سگار نکال دوں۔

آہم۔۔۔۔۔۔عمران کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ پوری سچویشن سمجھایئے مجھے۔ کیا یہ ضروری تھا کہ وہ بچھو ان کے ہاتھ میں ڈنک ہی دیتے۔ آخر آپ کیسے محفوظ رہی تھیں۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اس پر بہت سوچا ہے عمران صاحب اور سو فیصدی میں ہی مجرم ثابت ہوتی ہوں۔

اوہ۔۔۔اسے چھوڑیئے۔ اس کا فیصلہ میں کروں گا۔ آپ نہیں۔ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

شاہدہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔۔۔۔۔۔۔ایسا ممکن تھا کہ بابا کا ہاتھ بیکار ہو جاتا۔ وہ جب پڑھنے میں محو ہوتے ہیں تو ٹٹول کر سگار کا ڈبہ کھولتے ہیں۔ اسے دیکھے بغیر۔۔۔۔۔ناشتے سے پہلے سگار نہیں پیتے اور ناشتہ عموماً لائبریری ہی میں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی مجھے بھی لائبریری ہی میں ان کے ساتھ ناشتہ کرنا پڑتا ہے۔ چناچہ اس دن بھی یہی ہوا تھا۔ اب بتایئے۔۔۔۔۔۔آپ کیا سوچیں گے۔

کیا ان کی خوابگاہ میں ہر ایک جا سکتا ہے۔

نہیں۔۔میں جاتی ہوں یا ان کا خصوصی خادم نعیم یا پھر وہ جس سے کہیں۔۔۔

یہ نعیم کہاں ملے گا۔

کیا اسے بلواؤں۔۔۔۔۔۔

نہیں۔ میں پوچھنا چاہتا تھا کہ کہاں رہتا ہے عمارت میں یا کہیں اور۔

بابا کا خصوصی خادم ہونے کی بناء پر وہ یہیں سوتا بھی ہے۔ بابا کی خوابگاہ کے برابر کا کمرہ ہے تا کہ رات کو بھی وہ انہیں اٹنڈ کر سکے۔

اچھا۔۔۔۔۔۔عمران سر ہلا کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔۔۔داراب کیسل میں سردار صاحب کے کتنے اعزہ رہتے ہیں۔

آپ خود معلوم کر لیجئے۔

تم نے وہ بچھو نہیں رکھے تھے۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔

کیا تم سردار داراب کے لئے جان دے سکتی ہو۔

ہاں اگر ضرورت پڑے۔ میں ان سے اتنی ہی محبت کرتی ہوں۔

لیکن تم ان کی جان بچانے کے لئے کچھ نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔۔کیوں۔۔۔۔۔۔۔میں تم سے جو کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ بہت ضروری ہے۔ مجھے ان اعزہ کی فہرست جو کیسل کی حدود میں رہتے ہیں۔ ویسے بھی اگر کوئی حقدار کہیں باہر ہو تو اس کا نام بھی تم لے سکتی ہو۔

بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں آپ بابا سے گفتگو کریں۔

بابا۔۔۔۔۔۔۔۔اخروٹ ہیں۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔۔

ہارڈ نٹ۔۔۔۔۔۔میں عموماً جاسوسی ناولوں کی زبان استعمال کرتا ہوں۔

کچھ ایسی ہی بات ہے کہ میں تفصیل سے نہ بتا سکوں گی۔۔۔اعزہ کے متعلق وہ ضرور بتا دیں گے لیکن میرا دعوی ہے کہ وہ کسی پر شبہ نہیں ظاہر کریں گے۔

خیر میں انہیں سے پوچھ لوں گا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ کیسل کی حدود میں تمہارے یا ڈاکٹر نجیب کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

ہے۔۔بابا سے پوچھئے گا۔

ارے تو تم ہی بتا دو گی تو کیا ہو جائے گا۔ کیا تم بھی بابا ہی کی طرح کریک ہو۔

آپ بہت بدتمیز ہیں۔ آپ کو گفتگو کا بھی سلیقہ نہیں۔ آپ کسی کی کوئی حیثیت ہی نہیں سمجھتے۔

میری عادت ہے ہمیشہ سچی بات کہتا ہوں۔

میں آپ سے گفتگو کرنا نہیں چاہتی۔

میں خود بھی نہیں کرنا چاہتا۔ عمران آنکھیں بند کر کے اپنی کنپٹیاں رگڑتا ہوا بولا۔ اتنی ہی سی دیر میں تم نے میرے دماغ کی چولیں ہلا دیں۔۔۔۔۔ٹائیں ٹائیں کسی طرح رکتی ہی نہیں لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔۔۔بڑی بوڑھیوں سے سنتا آیا ہوں کہ کنواری لڑکیوں کو نہ عطر لگانا چاہیئے۔ اور نہ زیادہ ٹائیں ٹائیں کرنا چاہیئے ورنہ آسمان ٹوٹ پڑتا ہے سر پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہذا قبل اس کے کہ آسمان ٹوٹے میں کھسک جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔ٹاٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمران ڈائننگ ہال سے نکل کر اس کمرے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں سردار داراب رات کے کھانے کے بعد شطرنج کھیلا کرتا تھا لیکن آج یہاں اندھیرا نظر آیا۔۔۔۔۔۔۔شاید سردار داراب تھک گیا تھا۔

عمران اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمرے میں داخل ہوئے مشکل سے تین منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔

آ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔عمران نے کہا۔

ایک نوکر نے اندر آ کر کہا۔ کیا آپ عقیل صاحب سے ملنا پسند کریں گے۔

کون۔۔۔ عقیل صاحب۔ میں نہیں جانتا۔

مینار والے۔۔۔۔۔۔۔۔

مینار والے۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے دہرایا۔

جی ہاں۔۔۔۔۔۔ مجھ سے نہیں بنتا۔۔۔۔ آبیڑی۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اسے مینار ہی کہتا ہوں۔

اوہو۔۔۔ آبزرویڑی۔۔۔ عقیل۔۔۔۔۔۔ وہ تو نہیں۔۔۔۔۔۔ جو لمبے سے ہیں۔

جی ہاں۔۔۔ وہی۔۔۔۔۔۔۔۔

بھیج دو۔۔۔۔ میں ان سے ملوں گا۔

نوکر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی لمبا آدمی کمرے میں داخل ہوا جس کے متعلق سردار داراب نے بتایا تھا کہ وہ آبزرویڑی میں کام کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھ کر بڑے احترام سے اس کا استقبال کیا۔

میں نے بے وقت آپ کو تکلیف دی ہے۔ وہ ہنستا ہوا بولا۔

کوئی بات نہیں جناب۔۔۔ تشریف رکھیئے۔

وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ کالج میں آپ کی تقریر بڑی شاندار تھی۔ ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ گئے۔

شکریہ جناب وہ تقریر تو میں نے بہت جلدی میں کی تھی۔ کسی دن تیار کر کے آپ کو تقریر سناؤں گا۔

مگر جناب۔ آپ بہت ہمت والے ہیں۔ عقیل بولا۔ کمال ہے میرے حلق سے تو آواز بھی نہیں نکلتی۔۔۔۔۔۔ اور آپ نے اتنی بے تکلفی سے عورتوں کی دھجیاں اڑا دیں۔

اس میں ہمت کی کیا بات ہے۔

دیکھیئے بتاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے آپ کو علم نہ رہا ہوگا کہ آپ کو تقریر بھی کرنی پڑے گی۔ سردار صاحب کچھ اسی قسم کے آدمی ہیں۔۔۔۔۔۔۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ آپ کو سردار صاحب کے غصے کا بھی خیال نہ آیا اور آپ اپنی رو میں بولتے ہی رہے۔

میں نے انہیں کی خواہش پر تقریر شروع کی تھی۔

کچھ بھی ہو۔ آپ کافی مضبوط قسم کے اعصاب رکھتے ہیں اور اسی لئے میں حاضر ہوا ہوں۔

بہت خوب۔ آپ اس لئے تشریف لائے ہیں کہ میں مضبوط قسم کے اعصاب کا مالک ہوں۔

جی ہاں دراصل مجھے ایک مضبوط دل والے ساتھی کی ضرورت ہے۔

عمران خاموش رہا۔۔۔ عقیل پھر بولا۔ میں رات کو پرانی حویلی میں گھسنا چاہتا ہوں۔

ابھی آپ ادھر ہی سے گذر کر آئے ہیں۔ میں آپ لوگوں کے پیچھے تھا آپ لوگ دروازہ ہلنے کی آواز سن کر رک گئے تھے۔

اوہ۔۔۔۔۔۔ اچھا وہ آسیب زدہ عمارت۔۔۔

جی ہاں۔ مجھے بھوتوں سے ملنے کا بڑا شوق ہے۔

یعنی آپ کو بھوتوں پر یقین نہیں ہے۔ عمران نے کہا۔

ایک فیصد بھی نہیں۔ لہذا میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دروازہ کون ہلاتا ہے اور وہ کیسل والوں کا کیوں خوفزدہ کرنا چاہتا ہے۔

کیسل والوں کو تو آپ بھی خوفزدہ کرنا چاہتے ہیں۔

میں۔۔۔ عقیل یک بیک چونک کر عمران کو گھورنے لگا۔ میں کیوں اور کس طرح خوفزدہ کرنا چاہتا ہوں۔

آسمانی روشنیوں کا تذکرہ کرکے۔۔۔۔۔۔ بھلا چاندنی رات میں آسمان پر کسی دوسری روشنی کا دھبہ کب نظر آتا ہے۔ عقیل ہنسنے لگا۔ پھر بولا میں دراصل۔۔۔۔ اس کام کے لئے سردار صاحب کو تیار کرنا چاہتا تھا۔ وہ بھی کافی مضبوط اعصاب کے آدمی ہیں۔ اس بڑھاپے میں بھی وہ آسیبوں سے قطعی متاثر نہیں ہیں۔ میں انہیں اسی بہانے سے۔۔۔۔۔۔ آبروریڑی تک لیجانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہاں پہنچ کر انہیں موڈ میں لانے کی کوشش کرتا۔ پھر ہم دونوں آسیبوں کی تلاش میں روانہ ہوتے۔

اچھا۔۔۔۔ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ مگر وہ راستے میں یک بیک ہوا سے کیوں لڑنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ اور آپ کو واپس کیوں کر دیا تھا۔

اوہو۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ کسی بات کا تذکرہ دوسروں سے نہیں کرتے۔

میں ان کا نیا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں نا۔ اس لئے ہر وقت دم کے ساتھ پیچھے لگا رہتا ہوں۔ ایک پرائیویٹ سیکرٹری کا فرض ہے کہ وہ اپنے مالک کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے۔

کمال ہے۔۔۔۔۔ اس نے متحیرانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔۔۔۔ پھر بولا۔۔۔۔ شاید وہ آپ ہی کی

آہٹ پر بھڑک گئے تھے۔

مگر بھڑکے کیوں تھے۔۔۔ کیا انہیں یہاں کسی قسم کا خطرہ ہے؟

خدا جانے۔۔۔ سردار صاحب کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔۔۔ ہوسکتا ہے وہ مجھے بیوقوف بنانے اور خوفزدہ کرنے کے لیئے ایسا کر رہے ہوں۔

کیا وہ اس قسم کی حرکتیں بھی کرتے ہیں۔۔۔؟

انتہائی سنجیدگی سے۔۔۔ آخیر وقت تک آپ کو علم نہیں ہوسکتا کہ ان کے ذہن میں کیا ہے۔

خیر ہٹائیے۔۔۔ ہاں تو آپ صرف آبزرویٹری میں کام کرتے ہیں۔

جی ہاں۔۔ میں نے فلکیات کا کافی مطالعہ کیا ہے میرے پاس پاس اس سبجیکٹ کی ڈگریاں بھی ہیں۔ سردار صاحب میں ایک بڑی اچھائی ہے۔۔۔ وہ ہے تکمیل کی دھن۔۔ وہ ہر کام کو اس کی انتہا تک پہنچا دیتے ہیں۔۔۔ میرا رجحان فلکیات کی طرف دیکھ کر میرے لیئے ایک آبزرویٹری تیار کروادی۔۔۔ ہزاروں روپے خرچ کر کے آلہ جات خریدے۔۔

کیوں۔۔؟ عمران نے حیرت سے کہا۔ کیا وہ آپ کے عزیز ہیں؟

جی ہاں۔

کیا رشتہ ہے؟

وہ۔۔ دیکھیئے آپ شاہدہ سے تو ملے ہی ہوں گے۔۔۔ میں اسکا سوتیلا بھائی ہوں۔۔

۔

اوہ۔۔۔ اچھا عمران کی آنکھیں نکل پڑیں۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہی بات شاہدہ اسے نہیں بتا سکتی تھی آخ اس نے چھپایا کیوں اور یہ کیوں کہا کہ سردار صاحب ہی سے اس کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔۔۔ اور پھر اسے سردار کا رویہ یاد آیا۔۔۔ اس نے عقیل کے عزیزوں کے سے انداز میں گفتگو نہیں کی تھی بلکہ طرز تخاطب مالکانہ تھا اور ساتھ ہی عقیل نے بھی کچھ کچھ اسی انداز میں گفتگو کی جیسے اسکا ملازم ہو۔

ہاں۔۔ تو آپ اس آسیب زدہ عمارت میں جانا چاہتے ہیں۔

یقیناً یہ میری سب سے بڑی خواہش ہے۔

لیکن اگر سردار کو اطلاع ہو گئی تو کیا ہو گا؟

کچھ بھی نہیں۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ پر الزام نہیں آنے دوں گا۔

اچھا تو پھر کل رات پر رکھیئے۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

کل عقیل کے لہجے میں مایوسی تھی۔ خیر کل ہی سہی۔ لیکن کسی سے اسکا تزکرہ نہ کیجیئے گا۔ ورنہ ہم قیامت تک وہاں نہ جا سکیں گے۔

کیوں؟

اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا یہ دراصل سردار داراب کے موڈ پر منحصر ہے۔ پتہ نہیں اس وقت انکا موڈ کیسا ہو جب یہ خبر ان تک پہنچے۔ لہزا ایسا کام کیوں کیا جائے جس سے اس قسم کے خدشات لاحق ہوں۔

سردار صاحب آپ کے دادا ہوئے۔ کیا آپ انہیں دادا نہیں کہتے؟

نہیں میں انہیں صرف سردار صاحب کہتا ہوں۔۔ بچپن ہی سے لیکن انہیں کبھی اس پر اعتراض نہیں ہوا۔

بہت شاندار آدمی ہیں سردار صاحب۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ ایک بار میں نے پیار سے اپنے والد صاحب کا سر سہلا دیا تو تو انہوں نے اس زور کا چنٹا مارا تھا کہ آج تک ہر قسم کے والدین کا سامنا ہوتے ہی روح لرزنے لگتی ہے۔

عقیل ہنسنے لگا۔ اس کے سفید دانت کسی بھیڑیئے کا دانتوں کا تصور پیش کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ دوسرے دن ملنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔

)9(

سردار صاحب۔۔ عمران نے سردار صاحب کو مخاطب کیا جو اپنی رائفل کی نال صاف کر رہا تھا۔

کیا ہے۔۔۔ کیوں آئے ہو۔۔۔؟ اس نے ایک آنکھ بند کر کے دوسری رائفل کی نال سے لگاتے ہوئے کہا۔

یہ عقیل آپ کا کون ہے۔۔؟

سردار نے ایک طویل سانس لے کر رائفل کی نال میز پر رکھ دی اور عمران کی مڑا۔۔ کیوں؟

یونہی تفریحاً پوچھ رہا ہوں۔ ویسے میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی مار دوں۔

بیٹھ جاؤ۔ سردار داراب نے خلاف توقع نرم لہجے میں کہا۔ عمران بیٹھ گیا۔ سردار اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

تو تم نے بہتیری معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

لیکن میرے خیال میں عقیل خارج از بحث ہے۔۔۔

کیوں؟

تب تو پھر تمہیں عقیل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم۔

وہ شاہدہ کا سوتیلا بھائی ہے۔

کون کہتا ہے۔۔۔

خود عقیل نے مجھے بتایا ہے۔

اور کیا بتایا۔۔؟

اور کچھ بھی نہیں۔

سردار داراب یک بیک مغموم نظر آنے لگا۔ اس کا سر جھک گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ وہ شاہدہ کے مرحوم باپ کی ہوس کا نتیجہ ہے ایک ایسی عورت کا جو غیر منکوحہ تھی۔

اوہ۔۔۔ تب تو وہ قطعی خارج از بحث ہے۔ مگر سردار صاحب یہ بچھوؤں والا معاملہ تو وصیت نامے کے سلسلے میں بھی خامیں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ ہاتھ اچھا ہو جانے پر وصیت نامے کی تکمیل کر سکتے تھے۔

میں نے کافی غور کرنے کے بعد سر سلطان سے مدد طلب کی تھی۔ انہوں نے ایک بار کسی پرائیویٹ سراغرساں کا تزکرہ کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ انہی سے مدد لی جائے۔ میں اپنا اطمینان کیئے بغیر اس معاملے کو پولیس کی نظر میں لانا چاہتا تھا۔ سب سے بڑی الجھن یہی ہے کہ وپ بچھو سگار کے ڈبے میں کیوں رکھے گئے تھے؟ رکھنے والا کیا چاہتا تھا؟

اور کچھ بھی نہیں۔

سردار داراب یک بیک مغموم نظر آنے لگا۔ اس کا سر جھک گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ وہ شاہدہ کے مرحوم باپ کی ہوس کا نتیجہ ہے ایک ایسی عورت کا جو غیر منکوحہ تھی۔

اوہ۔۔۔ تب تو وہ قطعی خارج از بحث ہے۔ مگر سردار صاحب یہ بچھوؤں والا معاملہ تو وصیت نامے کے سلسلے میں بھی خامیں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آپ ہاتھ اچھا ہو جانے پر وصیت نامے کی تکمیل کر سکتے تھے۔

میں نے کافی غور کرنے کے بعد سر سلطان سے مدد طلب کی تھی۔ انہوں نے ایک بار کسی پرائیویٹ سراغرساں کا تزکرہ کیا تھا۔ میں نے سوچا کہ انہی سے مدد لی جائے۔ میں اپنا اطمینان کیئے بغیر اس معاملے کو پولیس کی نظر میں لانا چاہتا تھا۔ سب سے بڑی الجھن یہی ہے کہ وہ بچھو سگار کے ڈبے میں کیوں رکھے گئے تھے؟ رکھنے والا کیا چاہتا تھا؟

میں عنقریب معلوم کر لوں گا آپ ان لوگوں کی فہرست مرتب کرا دیجیئے جو کیسل میں رہتے ہیں۔۔ یا کیسل کے باہر۔۔ میرا مطلب ہے ایسے اعزہ جو آپ کے وارث ہو سکتے ہوں

۔

ایسے اعزہ میں شاہدہ۔ نجیب اور سجاد کے علاوہ کوئی نہیں۔

سجاد کون۔۔ مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں معلوم۔

میں عنقریب معلوم کر لوں گا آپ ان لوگوں کی فہرست مرتب کرا دیجیئے جو کیسل میں رہتے ہیں۔۔ یا کیسل کے باہر۔۔ میرا مطلب ہے ایسے اعزہ جو آپ کے وارث ہو سکتے ہوں

۔

ایسے اعزہ میں شاہدہ۔ نجیب اور سجاد کے علاوہ کوئی نہیں۔

سجاد کون۔۔ مجھے ان کے متعلق کچھ نہیں معلوم۔

میرا ایک اپاہج بھائی۔۔۔ جو خود سے اٹھ کر چل پھر نہیں سکتا۔ وہ کیسل کے مغربی سرے والی پیلی عمارت میں رہتا ہے۔ پیدائشی اپاتج ہے۔ وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیئے دو خادم ہیں مگر عمران۔۔۔ وصیت نامہ بھی میرے خیال سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تم اس لائین پر مت سوچو۔ اگر میں اس تاریخ کو اس پر دستخط نہ کر پاتا تو کیا فرق پڑتا؟

یہ اس کیس کا خاص نکتہ ہے۔۔۔۔۔ ہوسکتا ہے کسی طرح فرق پڑ ہی جاتا۔

کیوں؟

تب تو پھر تمہیں عقیل کے متعلق کچھ بھی نہیں معلوم۔

وہ شاہدہ کا سوتیلا بھائی ہے۔

کون کہتا ہے۔۔۔

خود عقیل نے مجھے بتایا ہے۔

اور کیا بتایا۔۔؟

میرا ایک اپاہج بھائی۔۔۔ جو خود سے اٹھ کر چل پھر نہیں سکتا۔ وہ کیسل کے مغربی سرے والی پیلی عمارت میں رہتا ہے۔ پیدائشی اپاہج ہے۔ وہاں اس کی دیکھ بھال کے لیئے دو خادم ہیں مگر عمران۔۔۔ وصیت نامہ بھی میرے خیال سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ تم اس لائین پر مت سوچو۔ اگر میں اس تاریخ کو اس پر دستخط نہ کر پاتا تو کیا فرق پڑتا؟

یہ اس کیس کا خاص نکتہ ہے۔۔۔۔۔ ہوسکتا ہے کسی طرح فرق پڑ ہی جاتا۔

ہے۔۔۔ ابھی تک بچھوؤں ہی کا مقصد واضح نہیں ہوا۔ تم خوامخواہ چھلانگیں لگا رہے ہو۔

میں اسی طرح چھلانگیں لگاتے لگاتے کہیں نہ کہیں قدم جما ہی لیتا ہوں۔

ضرور جماؤ میں منع نہیں کرتا۔۔۔ سردا نے کہا اور پھر رائیفل کی نال صاف کرنے میں مصروف ہوگیا۔

)10(

عمران مغربی گوشے والی زرد عمارت کے سامنے رک گیا۔۔۔ عمارت مختصر سی مگر خوبصورت تھی۔۔۔ یہاں ساری ہی عمارتوں میں سلیقے اور نفاست کو دخل تھا۔

ایک ملازم نے اسے سردار داراب کے بھائی کے پاس پہنچا دیا۔ وہ اس وقت ایک آرام دہ کرسی میں پڑا ہوا تھا۔۔۔ اس کی عمر پچاس کے لگ بھگ لگ رہی تھی۔۔۔ چہرے پر کچھ اس قسم کی توانائی تھی کہ وہ اپاہج معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اس نے پانے پیر کمبل میں لپیٹ رکھے تھے، ،، عمران کو اسکا جسم بھی کافی توانا معلوم ہوا۔ اس کے بازو بھرے ہوئے تھے اور سینہ کافی فراغ

تھا۔۔۔ آنکھیں سرخ تھیں۔۔۔ چہرے پر گھنی داڑھی اور اوپر کو چڑھی ہوئی مونچھیں تھیں۔

تشریف رکھیئے۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

میں سردار صاحب کا نیا پرائیویٹ سیکرٹری ہوں۔

اوہ۔۔۔ اچھا کیسے تکلیف کی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ یونہی ملنے چلا آیا۔ اب جبکہ مجھے یہاں رہنا ہی ہے تو سب سے جان پہچان پیدا کرنی چاہیئے۔

ٹھیک ہے۔۔ یہ تو بہت ضروری بات ہے سجاد صاحب نے جواب دیا پھر اس نے کسی نوکر کو آواز دی جو جلد ہی واپس پہنچ گیا مگر عجیب ہیت میں۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ڈوری تھی جس میں دس پندرہ بڑے بڑے زندہ بچھو لٹک رہے تھے۔۔۔ عمران نے اس طرح اپنے ہونٹ سکوڑ لیئے کیسے سیٹی بجانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

مگر دوسرے ہی لمحے میں سجاد کی چنگھاڑ سے سارا کمرہ گونجنے کو لگا۔ وہ بری طرح نوکر پر برس رہا تھا۔

ابے تجھے کب عقل آئے گی الو کے پٹھے کیا انہیں رکھ کر نہیں آسکتا تھا۔ صورت حرام کتے کے پلے۔

صاحب یہ ابھی آئے ہیں۔۔۔ نوکر مردہ سی آواز میں بیزار لہجے میں بولا۔ میں انہیں رکھنے جا رہا تھا کہ آپ نے آواز دی۔

آواز کے بچے۔۔دفع ہوجاؤ۔۔۔اصغر سے کہو کہ سیکرٹری صاحب کے لیئے چائے تیار کرے۔۔۔سنا الو کے پٹھے۔ نوکر چپ چاپ چلا گیا۔

ساجد بہت زیادہ غصے میں تھا۔اور اسے ٹھنڈا ہونے میں تقریباً پانچ منٹ لگے تھے۔اس دوران میں وہ عمران کو بار بار کچھ اس انداز میں گھورتا رہا جیسے وہ بدتمیز نوکر کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو۔

سیکرٹری صاحب۔دفعتاً وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔یہاں اچھے نوکروں کے علاوہ اور سب کچھ مل سکتا ہے یہ کمبخت اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کی شکلیں دیکھی جائیں۔

جی ہاں عمران سر ہلا کر بو؛لا۔یہ واقعی بیہودگی ہے۔اگر وہ کمبخت مداری ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ آپ کو بھی اس بچکانے کھیل سے دلچسپی ہو۔

ارے لاحول ولاقوۃ۔۔۔ آپ بھی کامل کرتے ہیں۔وہ زبردستی مسکرایا۔نہ وہ مداری ہے اور نہ مجھے ایسے کھیلوں سے دلچسپی ہے۔۔۔وہ تو دوا کے لیئے نگوائے ہیں میں نے۔۔میری ٹانگیں بالکل ہی بیجان نہیں ہیں۔ان میں سردیوں کے زمانے میں اتنا شدید درد ہوتا ہے کہ زندگی محال نظر آنے لگتی ہے بچھوؤں کے تیل سے آرام رہتا ہے۔

یقیناً رہتا ہوگا۔۔بچھو بہت گرم ہوتے ہیں۔عمران سر ہلا کر بولا۔

بچھو ہی نہیں مسٹر۔۔۔اس میں اور بھی گرم چیزیں پائی جاتی ہیں۔۔اور بھی کیڑے مکوڑے شامل ہیں شیر کی چربی۔۔گوہ کی چربی۔۔اور سوینا مچھلی۔۔۔اور نہ جانے کیا کیا بلا۔

۔۔بڑا قیمتی تیل ہوتا ہے۔۔ایک بار سامان اکٹھا کیا تھا مگر بچھو کم پ گئی۔۔انہیں گدھوں کی غفلت کی وجہ سے نکل بھاگے مجھے تو راتوں کو نیند نہ آتی۔۔۔اگر کوئی ان کھوئے ہوئے بچھوؤں میں سے پلنگ پر چڑھ آئے تو۔۔۔ وہ کھسیانی سی ہنسی ہنس کر کاموش ہو گیا۔

یہ واقعی تشویش کی بات ہے۔۔ عمران فکرمندانہ لہجے میں بولا۔چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔کتنے عرصے کی بات ہے۔میرا مطلب ہے کہ بعض اقسام کے بچھو۔۔۔اپنے ٹھکانے سے الگ ہونے کے بعد پندرہ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتے۔

اہو۔۔تب تو وہ ابھی زندہ ہوں گے۔سجاد نے بےچینی سے پہلو بدلتے ہوئے کہا۔یہ پچھلے ہی ہفتے کی بات ہے تاریخ مجھے یاد نہیں۔

تب تو جناب وہ ابھی زندہ ہوں گے۔

اللہ مالک ہے۔۔ سجاد نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔مشیت۔۔۔میں کسے دخل ہو سکتا ہے۔۔اب یہ دیکھیئے۔۔۔سجاد نے اپنی ٹانگوں پر سے کمبل ہٹایا۔اس کی پتلی پتلی ٹانگیں بھاری بھرکم جسم پر عجیب معلوم ہو رہی تھیں۔

مجھے ان پیروں پر ہنسی آتی ہے۔سجاد مسکرا کر بولا۔آپ خود دیکھیئے۔۔۔ہے نا مضحکہ خیز بات۔۔۔کمر سے اوپر میں ہاتھی ہوں اور کمر سے نیچے ہرن۔۔۔

عمران کے چہرے پر گہرے زخم کے آثار نظر آنے لگے۔۔اور اس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ٹھیک ہے جناب مشیت میں کسے دخل ہو سکتا ہے۔

آپ ااس سے پہلے کہاں تھے سیکرٹری صاحب؟ سجاد نے دفعتا خلوص سے کہا۔ نجانے کیوں آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے۔

ارے یہاں آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔ عقیل صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ آپ سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے۔۔۔ ڈاکٹر نجیب بھی یہی کہہ رہے تھے۔۔۔ سردرا صاحب مگر نہیں سردار صاحب کبھی مجھے پسند کرتے ہیں اور کبھی ناپسند۔

وہ بہت اچھے آدمی ہیں سیکرٹری صاحب۔ سجاد نے محبت آمیز لہجے میں کہا۔ آہستہ آہستہ آپ ان سے واقف ہوں گے۔۔ وہ دل کے برے نہیں ہیں۔۔ اور زبان کا کیا۔۔۔ دل صاف ہونا چاہیئے۔۔ کیوں جناب؟

درست فرمایا۔

لیکن ٹھہریئے۔۔۔ ابھی آپ نے عقیل کا نام لیا تھا۔۔۔ کیا اس نے آپ سے گھل مل جانے کی کوشش کی تھی؟

جی ہاں۔۔۔ وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔

دنیا کا کوئی آدمی برا نہیں ہے جناب لیکن۔۔۔ آپ اس کے چکر میں ہرگز نہ پڑیئے گا۔ ورنہ آپ کو ملازمت سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ میں آج تک سمجھ نہ سکا کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے۔۔۔ مگر میں یہ بات فضول ہی کہہ رہا ہوں۔۔۔ جس کی اصلیت میں فرق

ہو۔

میں نہیں سمجھا۔۔ اصلیت سے کیا مراد ہے آپ کی؟

کچھ نہیں جانے دیجیئے۔۔ یہ ہمارے لیئے کوئی قابل فکر بات نہیں بہرحال میں آپ کو ایک مفید مشورہ دے رہا ہوں۔۔۔ اس سے زیدہ ربط نہ رکھیئے گا ورنہ نقصان کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا۔

میں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

(11)

آسمان ابر آلود ہونے کی بان ء پر رات تاریک تھی،۔۔۔ عمران آبزرویڑی کے قریب کھڑا عقیل کا انتظار کررہا تھا۔ اس نے اپنی چمکدار ہندسوں والی گھڑی دیکھی۔ ایک بج چکا تھا۔۔ داراب کیسل پر سناٹے کی حکمرانی تھی۔

ایک بج کر دس منٹ پر عقیل آزرویڑی سے باہر آیا۔ اور عمران کی نبض ٹٹولتا ہوا بولا۔ دیکھوں آپ کا دل تو نہیں دھڑک رہا۔ پھر ہنس کر کہا۔

واقعی آپ کافی نڈر آدمی ہیں۔ آپ کی نبض کی رفتار معمول سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی

۔

یار کیوں باتیں بناتے ہو خود تمہارا دم نکلا جا رہا ہے۔ اتنی دیر لگا دی واہ یا۔۔۔

آہا۔۔۔ عقیل پھر ہنسا۔۔ اچھا آؤ۔۔۔

وہ دونوں لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے آسیب زدہ عمارت کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے بھر وہ خاموش ہی رہے۔

عقیل عمارت سے تھوڑے فاصلے پر رک گیا۔

ایک بار پھر سوچ لیجیئے۔ اس نے کہا۔ ہم ایک آسیب زدہ عمارت میں داخل ہونے جارہے ہیں۔ اگر ہم میں سے کسی ایک کو نقصان پہنچا تو دوسرا اس کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

اور اگر دونوں ساتھ مرے تو۔۔۔

اس کی سو فیصد ذمیداری میرے باپ پر ہوگی۔ عقیل نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ میں اپنی زندگی ہتھیلی پر لیئے پھرتا ہوں۔

آپ کے باپ پر کیوں ہوگی اس کی ذمہ داری؟ عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

کیونکہ اس نے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ کیا آپ کو نہیں معلوم کہ میں حرامی ہوں۔

ارے لاحول ولاقوۃ۔۔۔ کیا باتیں کرتے ہیں آپ؟ عمران نے بوکھلا جانے کی ایکٹنگ کی۔

یہ حقیقت ہے دوست۔ میں حرامی ہوں۔ اس لیئے مجھ پر مستقبل کے دروازے بند ہیں۔۔۔ میں داراب کیسل کے بیٹے کا نطفہ ہوں لیکن کوئی بھنگن بھی مجھے اپنی فرزندی میں لینا پسند نہ کرے گا۔۔۔ عمران صاحب میرے دل میں بھی یہ خواہش چٹکیاں لیتی ہے کہ میرا بھی اپنا گھر ہو۔۔ ایک کوش اخلاق بیوی ہو۔ ننھے منے بچے ہوں۔۔ زندگی کی سچی محبتوں کی گنگناہٹ ہو۔۔۔ لیکن کیا کبھی ایسا ہو سکے گا۔۔؟

اگر آپ سچ کہہ رہے ہیں تو مجھے افسوس ہے مسٹر عقیل۔

یہ میں نے اس لیئے نہیں بتایا کہ آپ افسوس ظاہر کریں میرا مضحکہ اڑائیں عقیل نے تلخ لہجے میں کہا۔ کیا حقیقتاً آپ کو افسوس ہے میں نہیں مان سکتا۔۔ لولے۔۔ لنگڑے۔۔ اپاہج آدمیوں کے لیئے لوگ افسوس کرتے ہیں۔۔۔ حرامی سے کسی کو بھی ہمدردی نہیں ہوتی۔ حالانکہ وہ بھی ہمدردی ہی کے قابل ہوتا ہے۔

یقیناً۔۔ یقیناً۔۔ لیکن آپ آکر اتنا مایوس کیوں ہیں؟ عمران آہستہ سے بولا آپ بھی اپنے باپ کے رویے کا عادہ نہیں کر سکتے۔

ہرگز نہیں۔۔ کبھی نہیں۔۔ میں حرامی ضرور ہوں۔۔۔ لیکن مجھ سے حرامی پن سرزد نہیں ہو سکتا۔۔۔ یہ نسل آگے نہیں بڑھ سکے گی۔۔۔

آپ کو سردار داراب سے بھی نفرت ہوگی قدرتی بات ہے۔ عمران نے کہا۔

ہرگز نہیں۔ عقیل بولا۔ یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ وہ بڑا عظیم آدمی ہے۔ عظیم تر۔ آپ نہیں جانتے۔۔۔ اس کے علاوہ دنیا میں اور کسی سے مجھے محبت نہیں کیونکہ وہی ایک آدمی ہے، جو مجھ سے نفرت نہیں کرتا جسے مجھ سے ہمدردی ہے۔ جو اکثر میرے لیئے بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے۔۔ وہ کہتا ہے۔۔ بیٹے میں تیرے لیئے کچھ نہ کرسکا۔ کیونکہ میں تجھے

تیرے صحیح مقام پر نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ میں تیرے لیئے گھر نہیں بنا سکتا۔ میں کچھ نہیں کر سکتا تیرے لیئے

آج یہ دروازہ ساکت کیوں ہے مسٹر عقیل عمران نے آہنی دروازے کی رطف اشارہ کیا۔

وہ کچھ بھی ہو۔۔لیکن آج میں دیکھوں گا۔۔میں دیکھوں گا ان آسیبوں کو۔۔۔آپ یہیں ٹھہریئے۔ میں تالا کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔میرے پاس مختلف قسم کی کنجیوں کا گچھا ہے۔۔

عمران نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموش ہی رہا۔

عقیل آگے بڑھ گیا۔۔عمران وہیں کھڑا کنجیوں کی کھنکھناہٹ سنتا رہا۔۔ آسمان کا کچھ حصہ کھل گیا تھا اور اب تاریکی پہلے کی طرح گہری نہیں رہی تھی

عمران اس لمبے آدمی کے متعلق بہت کچھ سوچ رہا تھا دفعتاً اس نے اسے واپس آتے دیکھا۔ کیوں کیا بات ہے؟ عمران نے پوچھا۔

میں نہیں کھولوں گا۔۔۔۔

کیوں؟

کیا فائدہ۔۔۔اگر یہاں آسیب ہیں تو میرا کیا بگڑتا ہے۔۔۔اگر یہ ہمارے کیسل میں پھیل جائیں تب بھی میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔۔۔میں کہیں چلا جاؤں گا۔

مگر میں تو اب جاؤں گا اندر۔۔۔

میں آپ کو نہیں روک سکتا عقیل نے کہا اور وہاں سے جانے کے لیئے آگے بڑھا لیکن عمران نے اسکا بازو پکڑتا ہوا بولا۔ آخر یک بیک آپ نے ارداہ کیوں ملتوی کر دیا۔۔

اوہ۔۔۔دیکھیئے آپ کی نبض بھی ٹھیک چل رہی ہے۔۔یعنی آپ خوفزدہ نہیں۔

سنیئے جناب کل یہاں کسی کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو آپ ہی تمام میں کہتے پھریں گے کہ عقیل نے دروازہ کھولا تھا۔

اوہ۔۔۔ایسی صورت میں بھلا یہ کیسے میری زبان سے نکلے گا جبکہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔

نہیں مجھے خوامخوا کیا پڑی ہے؟

اچھی بات ہے دوست لیکن میں تم سے یہاں تک آنے کا مقصد معلوم کیئے بغیر نہیں رہوں گا آخر تم نے پروگرام ہی کیوں بنایا تھا جبکہ کیسل کا ہر فرد اندھیرے میں ادھر آتے ہوئے کانپتا ہے۔

اگر میں وجہ نہ بتاؤں تو میرا کیا بگڑے گا؟

یہ تو مستقبل ہی بتائے گا۔ عمران نے لاپراوئی سے کہا اور اس کے جواب کا انتظار کیئے بغیر آگے بڑھ گیا۔

)12(

عمران کے لیئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا کہ وہ سگار کے ڈبے میں بچھور کھنے والے کا پتہ لگا لیتا لیکن سوال تھا مقصد کا۔۔۔اس جرم کا مقصد ابھی تک اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا بعض اوقات تو وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا کہ یہ سب کچھ محض مزاق تھا کسی نے سردار داراب سے ایک خطرناک قسم کا مزاق کیا تھا۔۔۔ہوسکتا ہے کبھی کسی کو اسکا کوئی مزاق اس حد تک گراں گزرا ہو کیونکہ سردار داراب کے مزاق قطعی غیر متوقع طور پر ظہور پزیر ہوا کرتے تھے خود عمران کو بھی ایک بار اس کا تلخ تجربہ ہو چکا تھا۔یعنی لڑکیوں کے کالج میں غیر متوقع طور پر تقریر کرنا یقیناً وہ عمران کے لیئے ایک تشوش کن لمحہ تھا جب سردار نے اچانک تقریر کے لیئے اس کے نام کا اعلان کیا تھا ہوسکتا ہے کبھی کسی نے اس سے اس سے بھی زیادہ بدحواسی محسوس کی ہو اور اسی وقت تہیہ کر لیا ہو وہ بھی سردار داراب سے اس کا انتقام لیئے بغیر نہ رہے گا

عمران نے سردار داراب کو بھی اپنے خیال سے آگاہ کیا لیکن سردار داراب اسے مج مزاق تسلیم کرنے کے لیئے تیار نہیں تھا اکثر عمران کا دل چاہتا تھا کہ اس بوڑھے کو چھت پر الٹا لٹکا کر اس سے پوچھے کہ اسے کس پر شبہ ہے۔انے سجاد کے بچھوؤں کا قصہ بھی سنایا تھا لیکن سردار کا جواب تھا ممکن ہے کسی نے اس کے بچھو چرا کر سگار کیس میں رکھے ہوں۔

یہی۔۔۔خود سجاد کی ایما پر ایسا نہیں ہوسکتا۔عمران نے پوچھا۔

ہرگز نہیں میں تسلیم نہیں کرسکتا۔

پھر آپ یہ تسلیم کیجیئے کہ وہ بچھو میں نے رکھے تھے۔عمران جھلا کر بولا۔

اس پر سردار داراب خاموش ہی رہا۔۔۔پھر عمران نے آہنی دروازے کا تزکرہ چھیڑتے ہوئے آنی دروازے کے متعلق بتایا۔

اوہ۔۔۔وہ بعض اوقات پاگلوں کی سی حرکت کرتا تھ ہے سرادر داراب کا جواب تھا ۔لیک تم خود سوچو کہو وہ ایسی حرکت کیوں کرنے لگا جبکہ مجھے یقین ہے کہ ان بچھوؤں کا تعلق صرف وصیت نامے سے ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹر نجیب کے تمعلق کیا خیال ہے۔

اس کے بارے میں بھی میں کوئی برا خیال نہیں رکھتا۔

تب پھر یہ حرکت شاہدہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی

یہ تو بالکل ہی لغو خیال ہے۔۔۔

پھر میں آپ کو یہی مشورہ دوں گا کہ آپ اپنا راج پاٹھ چھوڑ کر بن باس لے لیجیئے تا کہ مجھے بھی فارغ البالی اور اطمینان نصیب ہو۔۔۔

تم۔۔۔تم تو یہاں سے جا ہی نہیں سکتے خواہ یہ محض مزاق ہی کیوں نہ ہو۔

ہائیں کیا مطلب؟

کچھ بھی نہیں تمہاری بدتمیزیوں کے باوجود بھی میں تمہیں بے حد پسند کرنے لگا ہو ۔

لیکن میں آپ کو قطعی پسند نہیں کرتا۔عرمان نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ زیدہ شریف آ

دی مجھ یا بالکل اچھے نہیں لگے۔

تمہاری صاف گوئی اور بکواس مجھے پسند ہے۔

لیکن میں یہاں نہ صاف گوئی کے لیئے آیا ہوں نہ بکواس کے لیئے۔

اور تم سے کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

کیا نہیں ہوسکتا۔۔۔ آپ کسی کے خلاف شبہ بھی تو ظاہر کیجیئے۔

تب پھر تم سراغرساں کیسے ہو؟

میں جاسوسی ناولوں کا سراغرساں نہیں ہوں۔ سردار صاحب جسے ہمیشہ ایسے موافق حالات پیش آتے ہیں۔ جس کی مدد زمین و آسمان کرتے ہیں جسے ہمیشہ ایسے ہی اتفاقات پیش آتے ہیں جو اسے صحیح مجرم تک پہنچا دیں۔

سردار کچھ نہ بولا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ اب دوسری ہی صورت ہوسکتی ہے میرے خیال سے مجھے ایک ڈرامہ اسٹیج کرنا پڑے گا مگر وہ بھی آپ کے اس خیال کی موافقت میں کہ بچھوؤں کا تعلق آپ کے وصیت نامے سے ہوسکتا ہے۔ آپ اسی خیال پر جمے ہوئے ہیں۔ لیکن شاید اس کی وجہ بتانے پر تیار نہیں

کیا ڈرامہ اسٹیج کروگے؟

اپنے مشیر قانونی کو یہاں طلب کیجیئے اور دوبارہ اس کا پروپیگنڈہ کرایئے کہ اپ وصیت نامہ مرتب کرنے والے ہیں۔

اس سے کیا ہوگا؟

اب میں کسی بھی سوال کا جواب دینے ے لیئے تیار نہیں عمران نے کہا۔ آپ اگر ایسا کرسکتے ہیں تو کیجیئے ورنہ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہوجاؤں گا۔

سردار اب تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ اچھی بات ہے۔۔ میں اسے آج ہی فون کر کے بلواؤں گا۔۔۔ وہ سردار گڈھ میں ہی رہتا ہے۔۔ اور کچھ؟

نہیں فی الحال اتنا ہی۔۔۔

)13(

شاہدہ کو شاید عمران کی اس تجویز کا علم ہوگیا تھا۔۔۔ وہ اس کے پیچھے پڑ گئی وہ چاہتی تھی عمران اسے اپنے مقصد سے آگاہ کردے۔۔ شای سردار داراب ہی نے اسے اس کے متعلق بتایا تھا ورنہ یہ گفتگو صرف انہی دونوں کے درمیان ہوئی تھی کوئی تیسرا وہاں موجود نہیں تھا

شاہدہ شاید اس کے معاملات مین بہت زیادہ دخیل تھی۔ پھر عمران نے بھی آہستہ آہستہ یہ بات مشہور کرنا شروع کردی کہ سردار صاحب نے وصیت نامہ مرتب کرنے کے لیئے اپنے قانونی مشیر کو کیسل طلب کیا ہے۔ اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ داراب کے عزیزوں پر اس خبر کا ردعمل دیکھ سکے۔ لیکن وہ سب ہی اس خبر کو سنتے ہی بیچین نظر آنے لگے تھے۔

لیکن عقیل اور شاہدہ پر اس کا کچھ کاص اثر نہیں ہوا تھا عقیل تو خیر خارج از بحث تھا۔ لیکن شاہدہ کے متعلق عمران کوئی صحیح رائے قائم نہ کرسکا۔ بعض اوقات تو وہ خود اسے پراسرا معلوم

ہونے لگتی۔

بہر حال عمران نے پوری اسکیم مرتب کر لی۔ جس دن سردار داراب کا قانونی مشیر کیسل پہنچا تھا۔ اسی دن عمران کی تجویز کے مطابق اپنے سارے اعزہ کو رات کے کھانے پر بلایا تھا۔ حتی کہ مفلوج بھائی سجاد کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ دونوکر اسے اٹھا کر وہاں لائے تھے۔۔۔ اس موقع پر اس نے عقیل کو محروم نہیں کیا۔ وہ بھی کھانے کی مزی پر موجود تھا۔ عمران نے محسوس کیا کہ اس کے اور شاہدہ کے تعلقات بہت اچھے ہیں اور ان دونوں کے درمیان خلوص بھی پایا جاتا ہے۔ سب ایک دوسرے سے گھل مل کر گفتگو کر رہے تھے۔۔۔ مگر ڈاکٹر نجیب خود کو بہت لیا دیا نظر آ رہا تھا۔ ویسے بھی وہ عام طور پر بہت سنجیدہ نظر آیا کرتا تھا مگر اس وقت اس کی سنجیدگی اور زیدہ گہری ہوگئی تھی۔۔۔ جس وقت آیا تھا سردار سے بہت معمولی گفتگو ہوئی تھی اور پھر کاموش ہو گیا تھا۔ سردار کے دوسرے اعزہ بھی مشکل ہی سے اس سے مخاطب ہوتے تھے۔۔۔ بہر حال بادی النظر میں یہی رائے قائم کی جاسکتی تھی کہ وہ اعزہ میں مقبول نہیں ہے۔

کھانے کے بعد میز صاف کر دی گئی۔۔ اور ایک ملازم ہر ایک کے سامنے شراب کا ایک ایک پیگ رکھ رہا تھا۔ عمران کو اس پر بڑی حیرت ہوئی۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب شارب کا دور چلے گا۔۔ ابھی تک تو اسے علم نہیں تھا کہ اس عمارت میں شراب بھی رائج ہوگی۔۔۔ اس نے سردار داراب کی طرف دیکھا۔ لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار تھے۔ عمران ہی نہیں بلکہ غالباً سب ہی اس پر متحیر تھے حتی کہ ڈاکٹر نجیب کے سپاٹ چہرے میں بھی عمران کو تبدیلیاں

نظر آنے لگیں۔۔۔ اس کی آنکھیں کسی حیرت زدہ بچے سے مشابہ تھیں۔ اور اس کے چہرے سے سنجیدگی کا غلاف اتر گیا تھا۔ کانے کی میز پر شاہدہ کے ساتھ بلقیس بھی تھی۔ اور وہ بہت شدت سے بور نظر آ رہی تھی۔۔۔ عمران اس کے برابر ہی موجود تھا۔

پرواہ مت لرو۔ عمران آہستہ سے بولا۔ مگر زیادہ نہ پینا۔

میں لعنت بھیجتی ہوں۔ بلقیس بڑبڑائی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں یہ بھی ہوگا۔۔ میرے خدا یہ شاہدہ بھی پیتی ہے؟

ارے۔۔۔ یہ تو چرس بھی پی سکتی ہے۔۔ عمران بولا۔ پتہ نہیں کیوں تم اس سے ملتی ہو

اگر میرے سامنے رکھے پگ میں شراب ڈالی گئی تو میں بوڑھے کے منہ پر کھینچ ماروں گی

۔

تم ایسا نہیں کرسکتیں۔۔۔ ڈرپوک ہو۔

دیکھ لینا۔

کیا دیکھ لوں۔

کچھ نہیں۔۔ دماغ نہ چاٹو۔ بلقیس نے ہاتھ جھٹک کر کہا۔

کیا بات ہے؟ سردار داراب نے عمران سے پوچھا۔

کچھ نہیں۔۔ یہ کہتی ہے کہ اگر۔۔۔ میرے سامنے رکھے ہوئے پگ میں شراب ڈالی گئی تو۔۔۔

بیکار بکواس۔ بلقیس اسے کاٹ کھانے کو دوڑی۔

اوہ تم شراب نہیں پیتی۔۔۔ سردار داراب نے پوچھا۔

نہیں بلقیس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

آہا تب تو تم جا کر آرام کرو مجھے قطعی ناگوار نہیں گزرے گا سدر دار بولا۔

بلقیس جانے کے لیئے اٹھی شاہدہ بھی اٹھ گئی۔

بیٹھو۔ سردار شاہدہ سے بولا۔ تم پیتی ہو۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔

دفعتاً عقیل کھڑا ہو گیا۔ اگر آپ نے اسے شراب پینے پر مجبور کیا تو میں یہاں اس جگہ خودکشی کرلوں گا۔

بیٹھو گدھے۔

نہیں میں بھی شراب نہیں پیتا۔

بلقیس کمرے سے جا چکی تھی۔ عقیل اور شاہدہ کھڑے تھے۔ سجاد کے پیروں میں جان ہیں تھی۔۔ لیکن اس کے چہرے پر ہوائیاں ضرور اڑ رہی تھیں۔

یہ سب عمرانکی اسکیم میں شامل نہیں تھا ۔۔۔ اس نے داراب کے قانونی مشیر کو دیکھا وہ بھی کھانے کی میز پر موجود تھا اور اس واقعے میں خاصی دلچسپی لے رہا تھا دفعتاً ایک ملازم ہاتھوں میں ایک بڑی سی چائے دنی اٹھائے حاضر ہوا اور ایک طرف سے سارے پگوں میں بغیر دودھ کے سبز چائے انڈیلنی شروع کردی۔

سردار داراب کی سنجیدگی میں زرہ برابر فرق نہیں آیا تھا۔ شاہدہ اور عقیل خفیف ہو کر بیٹھ گئے۔۔۔

چائے کے بعد سردار داراب نے اپنے اعزہ کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ اب کافی بوڑھا ہو چکا ہے پتہ نہیں کب مر جائے۔ لہزا اب وہ اپنی وصیت مرتب کر لینا چاہتا ہے۔ اور وہ کسی بھی حقدار کو مایوس نہیں کرے گا۔ اس پر لوگوں نے عقیل کی طرف دیکھا اور عقلی ہاتھ اٹھا کر بولا۔

آپ نے مجھے کیوں بلایا تھا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہاہا۔

کیا تم بھی میرے جسم کا ایک حصہ نہیں ہو۔ سردار داراب نے مغموم آواز میں کہا۔

جی ہاں۔۔۔ بدگوشت۔

بکواس مت کرو عقیل ورنہ تھپڑ مار دوں گا۔۔۔ گدھے کہیں کے۔ سردار نے کہا اور پھر اپنی تقریر شروع کردی۔ وہ کہہ رہا تھا وصیت کی تفصیل اس کے مرنے سے پہلے کسی کو نہیں معلوم ہو سکے گی وصیت نامہ قانونی مشیر کے پاس محفوظ رہے گا اور اس وصیت نامے کی تکمیل کل شام تک ہو جائے گی۔ تقریر ختم کر کے وہ بیٹھ گیا۔ سب کاموش تھے۔ عقیل کے علاوہ کسی کے چہرے سے ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ اسے اس تقریر سے زرہ بھی دلچسپی رہی ہو۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ بار بار اپنا نچلا ہونٹ چبا رہا تھا۔ آخر وہ بڑبڑانے لگا۔

نہیں۔۔۔ میں اسے نہیں برداشت کر سکتا۔۔۔ آ کر حقداروں کے مجمع میں مجھے کیوں گھسیٹا گیا۔ بابا یہ میری توہین ہے۔ اب میں کیسل میں نہیں رہوں گا۔۔ کہیں اور جا مروں گا۔

۔جناب

سردار داراب ہاتھ کے اشرے سے نشست برخاست کر کے اٹھ گیا۔

)14(

رات گہری تاریک تھی۔ آسامن میں بادلوں کے پرے کے پرے تیرتے پھر رہے تھے۔ ایک لحظے کے لیئے تاروں کی چھاؤں نظر آتی اور پھر کھلے آسمان کو بادل ڈھانپ لیتے ۔بلقیس اور شاہدہ عمارت کی چھت پر چل رہی تھیں۔۔۔

آخر تم کیا چہاتی ہو؟ بلقیس نے کہا۔

میں پریشان ہوں بلقیس معلوم نہیں یہ پاگل آدمی کیا کرنا چاہتا ہے۔ آج کا ڈرامہ اسی نے ترتیب دیا تھا لیکن مقصد نہ باب کو بتایا نہ مجھے۔

اوہ تو کیا یہ سب انہی بچھوؤں کے سلسلے میں ہو رہا ہے؟

میں اب یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔ خدا جانے کیا معاملہ ہے۔

یہ شراب والا قصہ خوب رہا۔ میرا خیال ہے تمہارے بابا مجھے وہاں سے اٹھانا چاہتے تھے۔

ہرگز نہیں۔ ان کے مذاق اسی قسم کے ہوتے ہیں۔

تو پھر کہیں وہ بچھو والا معاملہ بھی مذاق ہی نہ رہا ہو۔ تمہیں خوفزدہ کر کے ہنسانا چاہتے رہے ہوں۔

خدا جانے۔

پھر تم اب کیا کرتی پھر رہی ہو۔

بابا کے کمرے میں جھانکیں گے۔ شاہدہ نے کہا۔ وہ عمران ان کے کمرے میں گیا تھا۔ پھر میں نے اسے باہر آتے نہیں دیکھا اور کچھ دیر بعد کمرے میں نیلی روشنی نظر آنے لگی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ بابا سونے جا رہے ہیں۔ لہذا عمران کو ایسی صورت میں باہر آ جانا چاہیئے مگر تقریباً آدھے گھنٹے تک انتظار کرتی رہی وہ باہر نہیں آیا۔

پھر جھانکنے سے کیا فائیدہ۔

میں دیکھوں گی کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ میں آج بہت پریشان ہوں۔ آج کی دعوت ہر لحاظ سے غیر معمولی تھی۔

ایک جگہ شاہدہ رک گئی وہاں ایک روشندان کے شیشوں سے نیلی روشنی نظر آ رہی تھی۔ دوسرے ہی لحہ میں وہ روشندان پر جھکی اور پھر اس طرح اچھل کر پیچھے آ پڑی جیسے بجلی کا دھچکا لگا ہو۔ بلقیس اسے اٹھانے کے لیئے جھپٹی۔

بابا۔۔۔۔۔۔۔ شاہدہ بھرائی ہوئی آواز میں بڑبڑائی۔۔۔۔۔۔۔ بابا کو بچاؤ۔۔۔۔۔۔ پھر وہ حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگی۔ بابا کو بچاؤ۔۔۔ بابا کو بچاؤ۔

بلقیس بری طرح کانپ رہی تھی۔ سناٹے میں شاہدہ کی چیخیں بازگشت پیدا کرتی رہیں پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے پورے کیسل میں کہیں آدمیوں کا نام و

نشان تک نہ ہو۔ اب پھر وہی بیکراں سناٹا تھا اور جھینگروں کی جھائیں جھائیں۔ بلقیس بڑی تیزی سے روشندان کی طرف بڑھی اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے پیروں کے تلے سے زمین نکل گئی۔ سردار داراب کے کمرے میں سات آدمی نظر آرہے تھے۔ چھ کے چہروں پر سیاہ نقابیں تھیں اور ساتواں عمران اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا۔ اور ایک نقاب پوش کا ریوالور اس کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ پانچ آدمی سردار داراب کے ہاتھ پیر باندھ رہے تھے۔

دفعتاً عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور نقاب پوش نے پے در پے دو تین فائر جھونک دیئے۔ بلقیس نے عمران کو بندروں کی طرح اچھلتے کودتے دیکھا اور پھر وہ ایک لمبی کراہ کے ساتھ فرش پر گر گیا۔ بلقیس کی گھگھی بندھ گئی۔ وہ صرف دیکھ سکتی تھی۔ نہ بول سکتی تھی اور نہ اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی تھی۔ نقاب پوش اتنے مطمئن نظر آرہے تھے جیسے اب انہیں کسی کی دخل اندازی کا خدشہ ہی باقی نہ رہا ہو۔ جب وہ سردار داراب کو باندھ چکے تو فائر کرنے والے نقاب پوش نے عمران کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔ ایک آدمی شاید اسے سیدھا کرنے کے لئے بڑھا۔ وہ اس پر جھکا ہی تھا کہ بلقیس نے اسے اچھل کر فائر کرنے والے پر گرتے دیکھا۔ دونوں ایک ساتھ فرش پر ڈھیر ہو گئے اور عمران ان دونوں پر سوار تھا۔ پھر شاید فائر کرنیوالے ہی کا ریوالور تھا جسے عمران مٹھی میں دبائے ہوئے اٹھ کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔ کھڑے ہو جاؤ۔۔۔۔۔۔ اپنے ہاتھ اٹھاؤ۔۔۔۔ اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ بلقیس کے ہونٹ آہستہ آہستہ پھیل رہے تھے۔ پتہ نہیں وہ مسکرا

رہی تھی یا یہ وقتی اعصابی اختلال کا نتیجہ تھا۔

سردار داراب کو کھول دو۔ ورنہ تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا۔ عمران نے انہیں للکارا۔ ادھر بلقیس بے ساختہ اچھل پڑی۔ شاہدہ حواس درست ہونے پر پھر روشندان کی طرف جھپٹی تھی۔ نہ جانے کیوں ان دونوں کے حلق گویا بند سے ہو گئے تھے۔ شاہدہ پھر روشندان پر جھک پڑی۔

ادھر ایک آدمی ہمت کر کے عمران پر جھپٹا ہی تھا کہ ریوالور کی سرخ زبان نکل پڑی اور وہ اپنی ران دبائے ہوئے ڈھیر ہو گیا۔

سردار کو کھولو۔۔۔۔ ورنہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ میری جیب میں بھی ایک ریوالور موجود ہے۔ اس کی چار گولیاں ختم ہو چکی ہیں لیکن یہ۔ اس نے جیب سے دوسرا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ یہ تم سب کے لئے کافی ہوگا۔ میرا نشانہ کم خطا کرتا ہے۔

مگر شاید یہ ان لوگوں کی موت اور زندگی کا سوال تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں سردار داراب کا دشمن بے نقاب ہو جاتا۔

ہمیں۔۔۔۔۔ عمران کی مدد کرنی چاہیئے۔ شاہدہ نے بدوقت تمام آہستہ سے کہا۔ پھر وہ بلقیس کو دھکیلتی ہوئی زینوں کی طرف لے جانے لگی۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس طرح نیچے پہنچ کر سردار داراب کے کمرے تک پہنچیں۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ وہ عمارت کی ویرانی پر دھیان دیتیں۔ حالانکہ وہ جانتی تھیں کہ اس عمارت میں کئی نوکر سوتے

تھے۔ خصوصاً داراب کا خاص نوکر کا کمرہ اسی کے کمرے کے برابر تھا۔ مگر اتنی ہڑبونگ کے باوجود بھی کسی کی آنکھ نہیں کھلی تھی۔ سردار کی خوابگاہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

مگر اتنی دیر میں بساط بدل چکی تھی۔ وہ سب عمران پر ٹوٹ پڑے تھے اور عمران چیخ رہا تھا۔ تمہارے فرشتے بھی مجھ سے ریوالور نہیں چھین سکتے۔

پھر ایک فائر ہوا۔ کمرے میں ایک چیخ گونجی اور حملہ آوروں میں سے ایک دور جا گرا۔ پھر فائر ہوا۔ دوسرا اچھلا اور دیوار سے ٹکرا کر فرش پر آ رہا۔ اب صرف تین رہ گئے تھے۔ دونوں لڑکیاں بے تحاشہ چیخ رہی تھیں۔ دفعتاً ایک نقاب پوش انہیں دھکا دیتا ہوا باہر بھاگا۔ لڑکیاں راہداری کی دوسری دیوار سے جا ٹکرائیں لیکن عمران دو آدمیوں کو چھوڑ کر بھاگنے والے پر جھپٹا۔ راہداری تاریک ہوتی تو شاید وہ نکل ہی گیا تھا۔ راہداری کے بلب ان لڑکیوں میں سے کسی نے روشن کئے تھے۔ عمران بقیہ دو آدمیوں کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ریوالور ان کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں رک گئے۔

تمہارا بھی یہی انجام ہو سکتا ہے۔ عمران غرایا۔ بہتری اس میں ہے کہ زمین پر اوندھے لیٹ جاؤ ان دونوں نے چپ چاپ تعمیل کی۔

اور تم دونوں کیا دیکھ رہی ہو۔ عمران نے لڑکیون کو للکارا۔ سردار کی خبر لو۔ جلدی کرو ورنہ ہو سکتا ہے کہ ان کا دم گھٹ جائیے۔

پیچھے دیکھو۔ دفعتاً شاہدہ ہزیانی انداز میں چیخی۔ عمران چونک کر مڑا۔ زخمی نقاب پوش ایک

بڑا چھرا پکڑے ہوئے اس کی طرف رینگ رہا تھا۔ شاید اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ وہ کسی طرح عمران کو ختم کر دے۔ اچانک عمران نے اچھل کر اس کے سر پر ٹھوکر لگائی اور وہ ایک لمبی کراہ کے ساتھ چت ہو گیا۔ لڑکیاں بھاگ کر اندر چلی گئیں۔ وہاں تین آدمی فرش پر بے ہوش پڑے تھے اور کمرے میں ہر طرف خون کی لکیریں پھیل رہی تھیں۔ انہوں نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سردار داراب کے چہرے پر سے کپڑا ہٹایا۔ داراب کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔ لیکن زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا کیوں کہ اس کے منہ میں حلق تک کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔ انہوں نے اس کے منہ سے کپڑا نکالا اور اس کے ہاتھ پیر کھولنے لگیں۔ سردار داراب خاموش پڑا رہا۔ پھر اس نے لڑکیوں کو اشارہ کیا کہ وہ اسے اٹھائیں۔ ان کی مدد سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھا کر بولا۔ کیا یہ لوگ مر گئے ہیں۔

پتہ نہیں۔ شاہدہ اسے اٹھاتی ہوئی بولی۔ اس کمرے سے چلیئے۔

عمران کہاں ہے۔

راہداری میں۔۔

چلو۔۔۔۔۔ سردار داراب کھڑا ہو گیا۔ اس وقت عمران بھی کمرے میں داخل ہوا۔

تم نے انہیں مار ڈالا۔ سردار داراب نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

نہیں تو پھر کیا ان کی پوجا کرتا۔ تین وہاں راہداری میں بھی ہیں۔ عمران نے لاپرواہی

سے جواب دیا۔

کیا انہیں بھی مار ڈالا۔ سردار داراب لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا۔

کیوں خواہ مخواہ مجھے بور کر رہے ہیں۔ ان میں سے مجھے کوئی بھی اتنا حیادار نہیں معلوم ہوتا کہ ٹانگوں پر گولی لگنے سے مر جائیے۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سردار داراب نے ایک طویل سانس لی۔ عمران نے کمرے میں پڑے ہوئے تینوں آدمیوں کے چہروں سے نقابیں ہٹائیں۔ لیکن سردار داراب نفی میں سر ہلاتا ہوا بولا۔ ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہچانتا۔

پھر وہ راہداری میں آئیے۔ دو آدمی برابر سے اوندھے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی ٹھوکریں مار مار کر بے ہوش کیا تھا۔ سردار داراب نے ان دونوں کو بھی پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اب صرف وہ آدمی باقی بچا تھا جس نے عمران کو چھرا مارنے کی کوشش کی تھی۔ جیسے ہی عمران نے اس کے چہرے سے نقاب ہٹائی نہ صرف داراب بلکہ لڑکیاں بھی بدحواس ہو گئیں۔ ان کے سامنے ڈاکٹر نجیب چت پڑا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سردار داراب کو سکتہ ہو گیا ہو۔ وہ کچھ دیر بعد ہکلایا۔

اس معام۔۔۔۔۔ لے۔۔۔۔۔ کک۔۔۔۔۔۔ کو۔۔۔۔۔ دبا ہی دینا بہتر ہو گا۔

یہ ناممکن ہے۔ قطعی ناممکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ اگر اس معاملے میں دخل دیں گے تو

میں آپ کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں مجھے۔ میں ایک ذمہ دار آفیسر ہوں۔

پرائیویٹ سراغرساں۔۔

یہ محض بکواس ہے۔ ہمارے ملک میں پرائیویٹ سراغرسانی کے لئے لائیسنس نہیں دیئے جاتے۔ عمران نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے سارے زخمیوں کو سردار داراب کی خوابگاہ میں بند کر دیا۔ پھر عمارت میں نوکروں کو تلاش کرتے ہوئے یہ حقیقت کھلی کہ سارے نوکر پہلے ہی بےبس کر دیئے گئے تھے۔ عمران اور لڑکیوں کے کمروں کی بھی تلاشی لی گئی تھی۔ لیکن عمران اس وقت سردار داراب کی مسہری کے نیچے آرام کر رہا تھا اور لڑکیاں چھت پر بھٹکتی پھر رہی تھیں۔ سردار داراب کا خاص نوکر اپنے کمرے میں بیہوش پایا گیا تھا۔ شاید اسے کلوروفارم دیا گیا تھا۔ دوسرے نوکروں کو بھی کافی درد کے بعد ہوش آ سکا۔ پھر ذرا ہی سی دیر میں سارا کیسل اس عمارت میں امنڈ پڑا۔۔۔۔۔۔۔ بستی کے پولیس اسٹیشن کو فون کیا گیا۔ دوسری طرف عمران سردار داراب اور اس کے تین منیجروں سمیت ڈاکٹر نجیب کی رہائشگاہ پر پہنچا اور عمارت کا ایک ایک گوشہ دیکھتا پھرا۔ لیکن سردار داراب کو اب الجھن ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس بھاگ دوڑ کا مقصد اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا۔ اس نے عمران سے اس کے متعلق پوچھا۔

پچھوؤں کا مقصد تلاش کر رہا ہوں کیونکہ ابھی تک پچھوؤں کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آ سکا، اگر نجیب یہ چاہتا تھا کہ آپ وصیت نامہ مرتب نہ کر سکیں تو پہلے بھی پچھوؤں والی حرکت کرنے کی بجائے آپ کو مار ہی ڈالتا۔ لیکن محض وصیت نامہ مرتب کرنے سے پہلے مر بھی

جاتے تو اس سے کیا فرق پڑتا۔ قانونی طور پر آپ کے دوسرے ورثا ہر حال میں آپ کی املاک میں سے حصہ پاتے۔ لہذا وصیت نامہ والا چکر فضول ہے۔

پھر تم نے یہ ڈرامہ کیوں کیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں اسی کی توقع تھی جو اس وقت ظہور پذیر ہوا ہے۔

آپ کا خیال درست ہے۔ اس وقت وہی کچھ پیش آیا ہے جو میں نے سوچا تھا۔ لیکن اب مجھے اصل کی تلاش ہے یہ تو محض ایک واقعہ تھا۔

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر سردار داراب سے پوچھا۔ ہاں وہ آہنی دروازہ کب سے ہلایا جا رہا ہے یعنی کہ اس عمارت میں آسیبی خلل کب سے ہوا ہے۔

یہی کوئی ڈیڑھ ماہ پہلے کی بات ہے۔ سردار داراب نے جواب دیا۔

گڈ۔۔۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میں ذرا اس عمارت کو بھی دیکھ لوں۔ اگر وہاں بھی مجھے مقصد نہ معلوم ہو سکا تو یہی سمجھوں گا کہ پچھوؤں کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔

سردار داراب کچھ نہ بولا۔ وہ اس وقت عمران کے اشاروں پر ناچ رہا تھا۔ اس نے آہنی دروازہ کے قفل کی کنجی منگوائی۔ تھوڑی ہی دیر بعد آہنی دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ انہیں ایک کمرے میں مدہم سی روشنی دکھائی دی۔ عمران کے علاوہ اور سب جہاں بھی تھے وہیں رک گئے۔ لیکن عمران کمرے کی طرف بڑھتا رہا۔ دروازے پر رک کر اس نے انہیں آنے کا اشارہ کیا۔ سردار داراب آہستہ آہستہ آگے بڑھا لیکن وہ تینوں وہیں رہے۔

عمران سردار داراب کا ہاتھ پکڑے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے ہی ایک پلنگ پر کوئی سو رہا تھا۔ اور اس کا جسم کمبل سے ڈھکا ہوا تھا جیسے ہی عمران کی پلنگ کی طرف بڑھا سردار داراب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس نے محسوس کیا کہ سردار بری طرح کانپ رہا ہے۔ عمران نے اس سے ہاتھ چھڑا کر سونے والے کا کمبل کھینچ لیا اور دوسرے ہی لمحہ میں سردار داراب کے حلق سے ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ کیوں کہ پلنگ سے اچھل کر اٹھنے والا بھی سردار داراب ہی تھا۔

بھبھوت۔ سردار داراب عمران سے لپٹ گیا۔

خبردار عمران نے اپنے ریوالور کا رخ پلنگ سے اٹھنے والے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنا ورنہ گولی مار دوں گا۔ پھر وہ سردار داراب سے بولا۔ پچھوؤں کا مقصد ظاہر ہو گیا۔ سردار صاحب کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے سامنے آئینہ نہیں ہے۔

سامنے کھڑے ہوئے آدمی اور سردار داراب میں سر مو فرق نہیں تھا سردار داراب بدستور کانپتا رہا۔ مگر دوسری طرف اس کا ہم شکل بھی بری طرح کانپ رہا تھا۔

ڈاکٹر نجیب صرف اتنے دن آپ کو وصیت نامہ مرتب کرنے سے روکنا چاہتا تھا جب تک کہ اس کا تجربہ مکمل نہ ہو جائے۔ آج اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو آپ مر جانے کے باوجود بھی زندہ رہتے یعنی آپ کی جگہ پلاسٹک سرجری کا یہ شاہکار لے لیتا اور آپ کی دولت پر صرف ڈاکٹر نجیب کا ہاتھ ہوتا۔ پھر کسی وصیت نامے کی ضرورت ہی باقی نہ رہ جاتی اور وہ اس کے بعد آہستہ آہستہ آپ کے دوسرے وارثوں کو بھی اپنی راہ سے ہٹا دیتا۔ اس عمارت کو اسی لئے

آسیب زدہ بنایا گیا تھا کہ کوئی ادھر کا رخ بھی نہ کر سکے اور ڈاکٹر نجیب یہاں اطمینان سے اپنا یہ شاہکار مکمل کرتا رہے۔ اب میں مطمئین ہوں سردار صاحب۔

پچھوؤں کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ وصیت نامہ نہ مرتب کر سکیں۔ اس وقت تک جب تک کہ آپ کی جگہ لینے والا بن کر تیار نہ ہو جائے۔

پھر عمران نے سردار داراب کے ہم شکل پر مکے برسانے شروع کر دیئے اور اس نے ذرا ہی سی دیر میں اعتراف کر لیا کہ وہ سردار گڈھ کا ایک غنڈہ تھا اور ڈاکٹر نجیب نے اس پر پلاسٹک سرجری کا عمل کر کے اسے سردار داراب بنا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ بقیہ پانچ آدمیوں کے متعلق بھی اس نے بتایا کہ وہ اس کے پٹھے تھے۔ صبح ہوتے ہوتے وہ سب پولیس کے حوالے کر دیئے گئے۔

سردار داراب اس طرح خاموش ہو گیا تھا جیسے اس کی قوت گویائی ہی سلب ہو گئی ہو۔

دوسری شام جب عمران کیسل داراب سے رخصت ہو رہا تھا۔ سردار داراب نے بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی عمران کے سامنے رکھ دی۔

میں مجبور ہوں سردار صاحب۔ عمران نے کہا۔ مجھے افسوس ہے سر سلطان نے مجھے اس کی ہدایت نہیں کی تھی۔

میں دے رہا ہوں تمہیں اپنا بچہ سمجھ کر۔ سردار داراب نے گلوگیر آواز میں کہا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو۔ کچھ دن تو ٹھہرو۔

مجھے افسوس ہے جناب میرے پاس ابھی کئی ایسے کیس ہیں جنہیں نپٹانا ضروری ہے۔

عمران کا جواب تھا۔

پھر جب اس کی کار کیسل کے پھاٹک پر پہنچی تو شاہدہ اور بلقیس نے راستہ روک لیا۔ شاید وہ وہاں اس کا انتظار کر رہی تھیں۔

شاہدہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے کہا۔ عمران صاحب میں نے بڑی گستاخیاں کی ہیں۔ معافی چاہتی ہوں۔

ارے جاؤ۔ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ میں وہ آدمی ہی نہیں ہوں جس سے کوئی معافی مانگے۔ میری سگی بہن مجھے گالیاں دیتی ہے اور میرے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ہٹو سامنے سے ورنہ گاڑی چڑھا دوں گا۔

اللہ کے نام پر۔ بلقیس نے منہ بسور کر کہا اور چیونگم کے تین چار پیکٹ نکال کر عمران کو دیئے۔

شکریہ۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ کام کیا ہے۔۔۔۔۔۔ خدا جیتا رکھے۔۔۔۔۔ عمران نے پیکٹ لے کر اپنی گود میں ڈالتے ہوئے کہا۔

پھر کبھی آیئے گا۔۔۔۔ شاہدہ نے مغموم لہجے میں پوچھا۔

اب تم پلاسٹک سرجری کی ٹریننگ لو۔ امریکہ جا کر۔ واپسی پر مجھے موجود پاؤ گی۔ اچھا ٹاٹا۔۔۔ اس کی کار آگے بڑھ گئی۔

ختم شد------------------- The end